سلسلہ عالیہ سیفیہ نقشبندیہ کا ترجمان رسالہ

ماہنامہ

السیف الصارم

جلد نمبر 17، شمارہ نمبر 1، جنوری 2016ء

قولِ بے عمل اور عمل بے اخلاص دونوں ہی ناقابلِ قبول ہیں

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

ادارہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف لاہور

www.saifussarim.com

یارب العالمین ﷺ

السیف الصارم

یارحمۃ للعالمین ﷺ
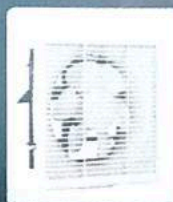
جلد نمبر 17، شمارہ نمبر 1

ربیع الثانی 1437ھ، جنوری 2016ء

پبلشر ڈاکٹر محمد سرفراز ڈوگر نے ابوعکاشہ پرنٹرز سے چھپوا کر راولپنڈی سے شائع کیا

Endst. No. PR(PLS)-200 / 6153

شہنشاہ نقشبندیت
حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

غوث الاعظم شہنشاہ ولایت
حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

امام ربانی مجدد الف ثانی
حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان شہنشاہ چشت
معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان شہنشاہ سہروردی
سیدنا شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم
حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

بفیضان نظر محبوب سبحان قیوم زماں مجدد دوراں

حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ سیفیہ فقیرآباد شریف لاہور

امام اہلسنت الشاہ
حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بدل اشتراک سالانہ

امریکہ	80 ڈالر
یورپ	50 پاؤنڈ
مشرق وسطیٰ	40 دینار

سالانہ خریداری بذریعہ ڈاک
500 روپے

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

برائے رابطہ: سید طارف حسین محمدی سیفی Ph: 0313-4777147

ترسیل زر کے لیے: پوسٹ آفس باکس: 147، GPO راولپنڈی

رابطہ دفتر: آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ ترنول اسلام آباد

حمد باری تعالیٰ

کس کا نظام راہ نما ہے اُفق اُفق
کس کا دوام گونج رہا ہے اُفق اُفق
شانِ جلال کس کی عیاں ہے جبل جبل
رنگِ جمال کس کا جما ہے اُفق اُفق
کس کے لیے نجوم بکف ہے روش روش
بابِ شہود کس کا کھلا ہے اُفق اُفق
کس کے لیے سرودِ صبا ہے چمن چمن
کس کے لیے نمودِ ضیاء ہے اُفق اُفق
مکتوم کس کی موجِ کرم ہے صدف صدف
مرقوم کس کا حرفِ وفا ہے اُفق اُفق
کس کی طلب میں اہلِ محبت ہیں داغ داغ
کس کی ادا سے حشر بپا ہے اُفق اُفق

نعت رسول مقبول ﷺ

عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول ﷺ
کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسول ﷺ
خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزوئے رسول ﷺ
خوشا وہ آنکھ جو ہو محوِ حُسنِ رُوئے رسول ﷺ
تلاشِ نقشِ کفِ پائے مصطفیٰ ﷺ کی قسم
چنے ہیں آنکھوں سے ذرّاتِ خاکِ کُوئے رسول ﷺ
پھر ان کے نشۂ عرفاں کا پوچھنا کیا ہے
جو پی چکے ہیں ازل میں مئے سبُوئے رسول ﷺ
بلائیں لوں تری اے جذبِ شوق صلِ علیٰ
کہ آج دامنِ دل کھنچ رہا ہے سُوئے رسول ﷺ
شگفتہ گلشنِ زہرا ؓ کا ہر گلِ تر ہے
کسی میں رنگِ علیؓ اور کسی میں بُوئے رسول ﷺ

فہرست

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ربط

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین (اما بعد)

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انی جاعل فی الارض خلیفه 〈القران ۔ پاره ۱〉

بیشک میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر حضرت امام قسطلانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ حضرت آدمؑ کو خلیفہ اول بنانے کی جو اصل وجہ بنی ہے وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ جب وہ نور اپنے مراحل سے گزرتا ہوا حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں آیا تو اس نور کی برکت کی وجہ سے حضرت آدم کو خلیفۃ اللہ کا مقام عطا کیا گیا۔

گویا انی جاعل فی الارض خلیفه کا جو حقیقی مصارف ہے وہ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت آدمؑ کی پشت میں جب رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ نور مقدس آیا جسکی رحمت نے حضرت آدم کو خلیفۃ اللہ کا حقدار بنا دیا۔ حضرت آدمؑ کا خلیفۃ اللہ ہونا یہ بھی "وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى" کی ایک کڑی ہے۔ جو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و نور کی صورت میں حضرت آدمؑ کے نصیب میں آئی اور یہ برکت میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے زیبائشِ کائنات:

جب اللہ رب العزت نے اس نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو لبادہ بشری میں اس کائنات میں بھیجنا چاہا تو حق تعالیٰ نے اس کائنات کو آرائش و زیبائش سے آراستہ و پیراستہ فرما کر اس کائنات کو ستاروں اور قمقموں سے سجایا۔ یہ چاند تارے یہ نیلا فلک، یہ چرند پرند، یہ کائنات کی رنگینیاں، یہ ساری کی ساری اللہ پاک نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں سجائیں کیونکہ اللہ رب العزت نے جب اس نور کو تخلیق کر کے بھیجنا چاہا تو اس کے لئے اس نور کے شایان شان مکان کی بھی ضرورت تھی تو یہ کائنات اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کے رہنے کے لئے سجائی۔ اسلئے فرمایا

لو لاک لما خلقت الافلاک

اے محبوب اگر آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں کائنات ہی پیدا نہ کرتا۔

اس دنیا و مافیہا کے پیدا کرنے کا مقصد ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ کائنات اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سجائی ہے اور اس میں رنگ

برنگے پھول، ستاروں کا چمکنا یہ سب اپنی زبان حال سے شان مصطفیٰ ﷺ بیان کررہے ہیں۔جب تک یہ کائنات باقی ہے عظمت مصطفیٰ ﷺ کا بیان ہوتا رہے گا گویا یہ کائنات درحقیقت حضور نبی پاک ﷺ کے میلاد کا ہی صدقہ ہے۔یہ زیبائش کائنات بھی میلاد النبی ﷺ کی دوسری جہت ہے۔

نورِ مصطفیٰ ﷺ کا پاک پشتوں میں سفر:

اس کے بعد یہی نور مبارک مختلف مراحل سے گزرتا ہوا حضور اکرم ﷺ کے وجود مسعود کے ظہور کا سبب بنا۔ان مراحل میں وہ نور مصطفیٰ ﷺ پشت در پشت پاکیزہ صلبوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل ہوتا رہا۔تا آنکہ حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں چمکا۔حضرت کعب احبارؓ سے روایت ہے۔

ان نور رسول الله ﷺ لما صار الی عبد المطلب وادرک نام یوما فی الحجر فانتبه مکحولا مدهونا قد کسی حلة البهاء والجمال فبقی متحیرا لایدری من فعل به ذلک فاخذ ه ابوه بیده ثم انطلق به الی کهنة قریش فاخبرهم بذلک فقالوالة

(المواهب الدنیه. جلد ۱، ص ۹۷)

جب حضور ﷺ کا نورمبارک حضرت عبدالمطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہوگئے تو ایک دن حطیم میں سوکر اٹھے تو آنکھوں میں سرمہ اور بالوں میں تیل لگا ہوا تھا اور حسن جمال میں بڑا اضافہ ہوچکا تھا انہیں بڑی حیرت ہوئی ان کے والد انہیں قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا بیان کیا تو انہوں نے سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جوان کی شادی کا حکم دیا ہے۔تو انہوں نے ہندہ بنت عمرو (فاطمہ) سے نکاح کیا تو ان کے نصیب میں نور محمد ﷺ آیا اور ان کے بطن سے حضرت عبداللہ متولد ہوئے۔

قبل از ولادت باسعادت نورِ محمدی ﷺ کی برکات:

(۱) حضرت امام قسطلانی لکھتے ہیں:

کانت قریش اذا اصابها قحط تاخذ بیده عبد المطلب فتخرج به الی جبل ثبیر فیتقربون به الی تعالیٰ ویستالونه ان یسقیهم الغیث فکان یغثیهم ویسقیهم ببرکة نور محمد ﷺ غیثاً عظیماً. (المواهب الدنیه)

جب قریش میں قحط ہوتا تو وہ عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر پر لیجاتے اور ان کے واسطے اور وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ اس نور محمدی کی برکت سے انہیں باران رحمت سے نواز دیتا۔یہ نورِ مصطفیٰ کی شان ہے کہ ابھی ولادت نہیں ہوئی لیکن رحمت للعالمین کا نورِ رحمت مخلوق کو پہلے ہی نواز رہا ہے۔معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی رحمت اس وقت بھی لوگوں کو نصیب ہوتی جب آپ ﷺ ابھی لبادہ بشری میں اس دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے۔

(۲) حضرت امام قسطلانی نور محمدی ﷺ کے بیان میں مزید فرماتے ہیں کہ

"کان عبدالمطلب یفوح منة رائعة المسک الأذمز ،ونوررسول الله ﷺ یضی فی عزة". (المواهب اللدینه ص ۹۸)

جب حضور اکرم ﷺ کا نور مبارک حضرت عبدالمطلب کے بدن میں آیا تو عبدالمطلب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔اور رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک ان کی پیشانی میں خوب چمکتا تھا۔تو اللہ پاک نے حضور اکرم ﷺ کو جو شان عطا فرمائی اس کا اظہار ولادت مصطفیٰ ﷺ سے پہلے فرما دیا تھا۔

حضرت آدم وحوا علیہم السلام کی قبولِ توبہ:

اسی نور محمدی ﷺ کی رحمت کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی ہے اور جنت سے نکال دیئے گئے تو آپ تین سو سال تک اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے رہتے ہیں مگر بارگاہِ صمدیت سے قبولیت نہیں ہوئی۔ آخر کار اس رحمت للعالمین ﷺ کی رحمت اُن پر برستی ہے اور اللہ پاک خود ان کے دل میں ڈالتا ہے کہ اے آدم! اگر رحمت چاہئے تو رحمت للعالمین کے واسطے سے مانگ۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ۔

"فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (البقرۃ ۳۷)"

پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

تو حضرت آدمؑ نے جبل رحمت پر کھڑے ہو کر اس محبوب کے واسطے سے جب اللہ تعالیٰ سے معافی کا سوال کیا تو رحمۃ للعالمین ﷺ کے صدقے سے اللہ کی رحمت حضرت آدم پر برسی اور نہ صرف رحمت کا حصہ حضرت آدم کو ملا بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت آپؑ کے واسطے سے آپؑ کی اولاد کو بھی قیامت تک عطا کردی کہ اس دن قیامت تک جو بھی گناہوں اور غلطیوں سے بھرا اس جگہ پر کھڑا ہو جائے تو وہ رحمت اس کو پاک کردے گی۔ وقوفِ عرفات کے روز جو اس جگہ پر کھڑا ہو جائے گا وہ اس رحمت کا حصہ پالے گا اس طرح حضور ﷺ کی عظمت بلند ہوتی رہے گی۔ درحقیقت اس میں رفعتِ شان مصطفی ﷺ بھی ہے اور میلاد مصطفی ﷺ بھی۔ آپ ﷺ کے میلاد کی یہ جہت قیامت تک حج کی شکل میں رحمت و برکت کا موجب بنی رہے گی۔

نور محمدی ﷺ سے والدِ گرامی حضرت عبداللہؓ کی پیشانی کا چمکنا :

اس کے بعد جب وہ نور محمدی ﷺ حضرت عبداللہ کی پشت میں آیا تو آپؓ کی پیشانی مبارک میں چاند کی طرح چمکتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالمطلب حضرت عبداللہ کو لیکر ایک کاہنہ کے پاس سے گذرے جو تورات، انجیل اور کتب سابقہ کی عالمہ تھیں ان کا نام فاطمہ خشعمیہ تھا اس نے حضرت عبداللہ کے چہرے پر نور محمدی ﷺ چمکتے ہوئے دیکھا تو حضرت عبداللہ کو نکاح کی دعوت دی چند دن کے بعد آپؓ دوبارہ اس عورت کے پاس سے گزرے تو اس نے کہا اے نوجوان تو نے بعد میں کیا کیا؟ انہوں نے کہا میرے والد نے میری شادی آمنہ بنت واہب سے کردی ہے۔ میں اس کے پاس تین دن رہا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں آپ سے شادی کرنے والی نہیں تھی مگر یہ کہ میں نے آپ کے چہرے میں نور چمکتا دیکھا تو میری خواہش تھی کہ وہ نور مبارک مجھے نصیب ہوتا اللہ تعالیٰ نے جہاں پسند کیا اس کو رکھ دیا۔ یہ نور مصطفی ﷺ کا امتیاز تھا کہ جس پر بھی پڑا اس کو ظاہر کردیتا تھا۔ جب حضرت عبداللہؓ کی پشت میں آیا تو آپ کے چہرہ مبارک پر ظاہر ہو گیا اور یہی نور مصطفی ﷺ کی خصوصیت ہے کہ جس پر پڑ جاتا ہے اس کو ظاہر کردیتا ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ کے نور کا اس طرح ظاہر ہونا یہ عظمت مصطفی ﷺ کا خصوصی وصف ہے۔ یہ جہت نور مصطفی ﷺ عظمت مصطفی ﷺ و رفعت مصطفی ﷺ کا بیان کرتی ہے۔ اور یہ میلاد النبی ﷺ کی ہی ایک جہت ہے۔

قبل از ولادت باسعادت کے معجزات:

جب نور محمدی ﷺ حضرت عبداللہ کی پشت سے سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے بطن مبارک میں آیا تو آپ فرماتی ہیں جب میں حضور ﷺ سے حاملہ ہوئی تو مجھے درخت اور پہاڑ سلام کرتے تھے اور جب میں کنویں پر پانی بھرنے کے لئے جاتی تو پانی خود بخود اوپر آجاتا تھا جنگل کے درندے میرا طواف کرتے تھے۔

(سیرت رسول العربی۔ علامہ نور بخش توکلی)۔

حضرت امام قسطلانی فرماتے ہیں

"لم یبق فی تلک اللیلة دار الأشرقت ولامکان الادخله النور ولادابة الانطقة" (المواھب الدنیہ ۔۱۲۲)

جب حضرت آمنہ حضور ﷺ سے حاملہ ہوئیں تو آپ فرماتی ہیں کہ کوئی بھی ایسا گھر نہ رہا جو روشن نہ ہو گیا ہو اور نہ کوئی ایسی جگہ جو منور نہ ہو گئی ہو اور نہ کوئی ایسا جانور جو بول نہ پڑا ہو۔

حضرت آمنہ دوران حمل آپ ﷺ کے نور کے بارے میں بیان کرتی ہیں

"رأت حین حملة به أنة خرج منھا نور رأت به قصور بصریٰ من أرض الشام"

(ابن ہشام، السیرت النبویۃ ۔ جلد ا، ص ۱۲۲)

حضرت آمنہ نے دوران حمل بھی ایک نور دیکھا جس سے شہر بصرہ اور شام کے محلات روشن ہو گئے۔

یہ وہ عظمت مصطفی ﷺ ہے جس کو رب نے "وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی" سے تعبیر فرمایا۔ کہ ابھی ولادت نہیں ہوئی مگر اس رحمۃ للعالمین کے نور کا ظہور پہلے سے ہو گیا۔ اس ذات کی عظمت ورفعت کا اظہار پہلے سے وجود میں آ گیا۔ یہ عظمت مصطفی ﷺ کا وہ اظہار ہے جو ابھی آپ ﷺ والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا چرچا مخلوق پر واضح کر دیا تھا۔ یہ بھی میلاد النبی ﷺ کی ہی ایک جہت ہے۔

شب ولادت اور جشن میلادِ مصطفی ﷺ:

جب وہ ہی نور مصطفی ﷺ بطن سیدہ آمنہ سے گود آمنہ میں آ گیا تو اس کی چمک سے پورا عالم بقعہ نور بن گیا۔ ہر چند کہ یہ نور ظاہر انوار ہی تھا مگر اس کی حقیقت کچھ اور ہی تھی۔ بصارت کو بصیرت کے ساتھ ہم رنگ کر کے کل جسمانی ظلمات کو منور کر دینا معمولی نور کا کام نہیں تھا۔ یہ اس ذات مقدس کا نور تھا جو انا من نور الله کی مصداق ہے۔ یہ نور اجسام کے اندر سرائیت کیے ہوئے تھا۔ غرض یہ کہ اس روز عالم میں اک خاص قسم کی روشنی ہوئی تھی جس کے ادراک میں عقل خیرہ ہے۔ اس روز ملائکہ کو حکم ہوا تھا کہ وہ تمام آسمانوں اور جنتوں کہ دروازے کھول دیں اور زمین پر حاضر ہو جائیں چنانچہ کل ملائکہ کمال مسرت سے زمین پر اتر آئے۔ شب ولادت اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر کے کنارے مہکتے کستوری کے ستر ہزار درخت لگائے جن کے پھل اہل جنت کے لئے بخور کا کام دیں گے۔ اس واقعہ کی یادگار میں ہر آسمان پر ایک ستون زمرد کا اور ایک ستون یاقوت کا نصب کیا گیا۔ تین جھنڈے مشرق مغرب اور کعبہ کی چھت پر نصب کیے گئے اس رات شیاطین کو مقید کر دیا گیا۔ کاہنوں کی خبریں بند ہو گئیں۔ سارے جہاں کے بت سر بسجود ہوئے۔ فارس کا آتش کدہ جس کی پرستش سالہا سال سے ہوتی تھی بجھ گیا۔ ماہران نجوم ہر طرف خبریں دینے لگے کہ آج نبی آخر الزماں ﷺ کا سورج طلوع ہوا اور قوم بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی۔ عرب و عجم نبی آخر الزماں ﷺ کے مطیع و فرمانبردار بن جائیں گے۔ (ابن ہشام۔ السیرت النبویہ)

جب اس محبوب رب العالمین ﷺ کا سورج طلوع ہوا تو اس رات بادشاہوں کے تخت الٹ گئے، ایوان کسریٰ میں زلزلہ برپا ہوا جس سے اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ جو بزبان اشارہ یہ کہ رہے تھے کہ بادشاہ وقت کی چودہ پشت تک سلطنت رہے گی اور اس بات کا اعلان کر رہے تھے کہ اب ظلم و بربریت کا دور ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ اللہ کا محبوب "وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی" کی شان کا مالک رحمت للعالمین بن کر آ گیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چودھویں

پشت کے بعد ملک کسریٰ مسلمانوں کے زیرنگیں آ گیا۔ اس سال پورا عرب اور قریش تاریخ کے سخت ترین قحط وافلاس میں مبتلا تھے جب حضورﷺ منصب رحمۃ للعالمین کے ساتھ اس دنیا میں تشریف لائے تو ساتھ ہی ملک کی تقدیر بدل گئی تمام سختیاں اور کلفتیں دور ہوگئیں۔ قحط سالی کے آثار جاتے رہے۔ ویران زمینوں پر بہار آ گئی ہر طرف سبزہ لہلہانے لگا اور اناج سے کھیت وکھلیان بھر گئے نیز یہ کہ ظلمت وجہالت کی ایک اور نشانی کہ قبائل عرب لڑکیوں کی پیدائش کو منحوس خیال کرتے تھے اور خودساختہ غیرت کی آڑ میں لڑکیوں کو زندہ دفن کردیتے۔ رب کائنات نے اس کا یوں ازالہ فرمایا کہ اپنے محبوبﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کی خوشی میں پورا سال لڑکیوں کی پیدائش کو موقوف کرکے اور دنیا کو لڑکے عطا کرکے جشن میلاد مصطفیﷺ منایا۔

پیغامِ میلاد مصطفیﷺ:

ماہ ربیع الاول شریف وہ نورانی مہینہ ہے جس کی آغوش میں نور مبین کے جلوے قیامت تک چمکتے رہیں گے اور ہمیں ہر سال اظہار سرور کا حکم دیا گیا۔ تمام اہلسنت حنفیوں کے نزدیک عید میلاد النبیﷺ کا اسلامی وشرعی طریقہ یہ ہے کہ ربیع الاول شریف کے بابرکت مہینے میں خصوصاً رسول اللہﷺ کی ولادت وبعثت اور قبل از ولادت آپﷺ کی شان وعظمت جو قرآن پاک دیگر آسمانی کتب اور تاریخ میں موجود ہے صحیح وتحقیقی انداز میں پیش کیا جائے۔ آپﷺ کے فضائل ومناقب بیان کیے جائیں۔ انبیاء کرام سابقین نے آپﷺ سے متعلق جو بشارتیں ودعائیں دیں ان کا بیان کیا جائے۔ ان کی تصدیق وتعبیر جس طرح ہوئی اس کو بیان کیا جائے۔ آپﷺ کے خاندان ونسب کا بیان کیا جائے جو کہ ایک موقع پر حضورﷺ نے خود اپنا خاندان ونسب صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان فرمایا آپ کا تمام خاندان ونسب بیان کرنا یہ سنت رسولﷺ سے ثابت ہے۔ یہ تمام باتیں قرآن وحدیث وکتب تاریخ میں موجود ہیں۔ دنیا میں ایک ہی تو مثال ہے کہ پیدائش صدیوں بعد ہو اور تذکرہ صدیوں پہلے ہو۔ یہ عوام الناس کے سامنے بیان کی جائیں تاکہ لوگوں کے اندر اپنے نبیﷺ کی محبت پیدا ہو اور وہ اس محبت میں اتباع رسولﷺ میں آجائیں اور انکے اندر دین اسلام کی اہمیت پیدا ہو۔

یہی طریقہ بزرگان دین میں صدیوں سے رائج رہا۔ چاہے وہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا دور ہو، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کا ہو یا چاہے وہ دورِ مجدد الف ثانیؒ ہو، ہر دور میں تذکرہ میلاد النبیﷺ سے فیضیاب ہونا اولیائے کرام کا معمول رہا۔ اس دور میں اکابرین امت اس موقع پر محافل منعقد کرکے اپنی حاضری اس عظیم بارگاہ میں لگوانا اپنا شرف سمجھتے ہیں۔ فی زمانہ مجدد عصر رواں حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰنؒ نے بھی اپنی تمام زندگی عزیمت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے گزاری اور میلاد النبیﷺ مناتے رہے۔ آپؒ کے بعد آپؒ کی اولاد اور خلفائے کرام بھی اسی طریقے پر عمل پیرا ہیں اور جشنِ مولود النبیﷺ پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں۔ آئیے! ان خوش نصیب حلقوں کا حصہ بنتے ہوئے اپنی آخرت کا سامان کرتے جائیں۔

آمین بجاہ النبی المرسلین ﷺ

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی
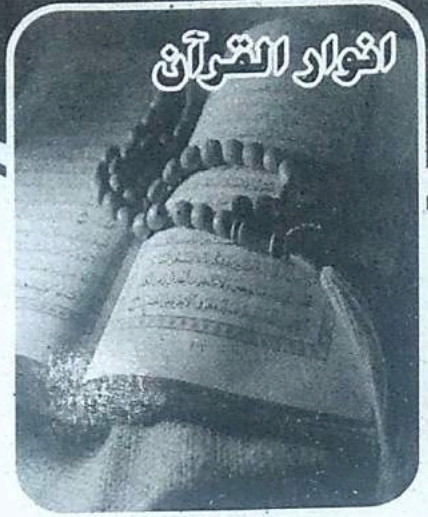
فضلِ قدیر فی تفسیر کبیر

(شرح سورۃ الفاتحہ: "مالک یوم الدین" کی تفسیر)

تحریر: حضرت امام فخر الدین رازی۔ ترجمہ حضرت مولانا ومفتی خان محمد قادری

پانچواں حکم: جب اللہ تعالیٰ نے اپنی شان، قیامت کے دن مالک ہونے کا دعویٰ کیا تو تمام کائنات پر اپنے عدل کا کمال ظاہر فرمایا۔

وَمَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔ (پ۲۴، سورۃ فصلت:۴۶)

اور تمہارا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا

پھر کیفیت عدل یوں بیان کی

وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا۔

(پ۱۷، الانبیاء:۴۷)

اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہیں ہوگا۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ قیامت کے دن ملک کا حق ہونا عدل کے سبب سے ظاہر ہے کیونکہ اگر مجازی بادشاہ عادل ہو تو وہ ملک حق ہوتا ہے ورنہ وہ ملک باطل ہوگا تو اگر وہ عادل حق ملک ہے تو اس کی برکتوں سے جہاں میں خیر اور راحت حاصل ہوگی تو اگر وہ ظالم ملک ہو تو جہان سے خیر اُٹھ جائے گی

بادشاہ کی نیت کا اثر: منقول ہے کہ ایک دن نوشیروان شکار کے لیے نکلا اور وہ گھوڑا دوڑانے میں مشغول ہو گیا اور اپنے لشکر سے جدا ہو گیا پیاس نے اس پر غلبہ کیا وہ ایک باغ میں پہنچا وہاں اس نے انار کے درخت دیکھے باغ میں موجود بچے سے اس نے کہا کہ مجھے ایک انار دو اس بچے نے انار دیا نوشیروان نے اسے توڑا اور دانے نکال کر اسے نچوڑا اس سے کثیر جوس نکلا اسے پیا اسے انار نہایت ہی پسند آیا اس نے ارادہ کر لیا مالک سے یہ باغ میں لے لوں گا اس کے بعد اس بچے سے کہا کہ مجھے دوسرا انار دو بچے نے انار دیا اس نے اسے نچوڑا اس سے کم جوس نکلا جب اسے پیا اسے نمکین اور تکلیف دہ پایا کہنے لگے اے بچے یہ انار ایسا کیوں ہو گیا؟ بچے نے کہا شاید اس ملک کے بادشاہ نے ظلم کا ارادہ کر لیا ہے اس ظلم اور نیت کی وجہ سے اس انار کا ذائقہ ایسا ہو گیا ہے تو نوشیروان نے اس ظلم سے دل میں توبہ کی اور اس بچے سے کہا ایک اور انار مجھے دو بچے نے ایک اور انار دیا بادشاہ نے اس کو نچوڑا اس کا ذائقہ پہلے انار سے بھی زیادہ اعلیٰ پایا تو بچے سے کہا یہ حالت کیسے بدل گئی ہے؟ بچہ کہنے لگا شاید بادشاہ نے ظلم سے توبہ کر لی ہو جب نوشیروان نے اس بچے سے یہ تمام واقعہ سنا جو کہ اس کے دل کی کیفیت کے مطابق تھا تو اس نے ظلم سے توبہ کر لی، اس نوشیروان کا نام دنیا میں ہمیشہ عادل کے طور پر لیا جاتا ہے حتی کہ بعض نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ میں عادل بادشاہ کے زمانہ میں پیدا کیا گیا ہوں (شعب الایمان،۴:۳۰۵)

مالک ہونے کے مراتب واحکام: اللہ تعالیٰ کے مالک ہونے پر چار احکام مرتب ہوتے ہیں۔

پہلا حکم: مالک پڑھنے میں ملک پڑھنے سے زیادہ اُمید ہے کیونکہ ملک سے

زیادہ سے زیادہ عدل وانصاف کی اُمید کی جاتی ہے اور یہ کہ انسان برابر سطح پر اس سے نجات پاسکے گا لیکن مالک سے بندہ کپڑے، کھانا، رحمت تربیت کا مطالبہ کرسکتا ہے گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے میں تمہارا مالک ہوں لہذا میں تمہارے کھانے، کپڑے، سوغات جنت کا مالک ہوں

دوسرا حکم: ملک اگرچہ مالک سے زیادہ غنی ہوتا ہے مگر ملک کا تم میں طمع ہوتا ہے اور مالک میں تمہارا طمع ہوتا ہے تو ہمارے پاس طاعات وخیرات نہیں ہوں گی تو وہ قیامت کے روز طاعات وخیرات کا مطالبہ نہیں کرے گا بلکہ قیامت کے روز ہم اس سے فقط اس کے فضل کی بنا پر درگزر، مغفرت اور عطاءِ جنت طلب کریں گے اسی وجہ سے شیخ کسائی کہتے ہیں اسے ''مالک یوم الدین'' پڑھو کیونکہ یہ قرأت، فضل کثیر اور وسیع رحمت کی نشاندہی کرتی ہے

تیسرا حکم: ملک کے دربار میں جب لشکر کو پیش کیا جاتا ہے وہ صرف اسی سپاہی کو قبول کرتا ہے جس کا بدن طاقتور اور صحت مند ہو لیکن مریض کو وہ رد کر دیتا ہے اور اسے کوئی وظیفہ عطا نہیں کرتا لیکن مالک اگر اس کا غلام مریض ہو جائے تو اس کا علاج کرواتا ہے اگر وہ فقیر ہو مدد کرتا ہے اگر وہ مصیبت میں ہو اسے خلاصی عطا کرتا ہے تو مالک پڑھنا گنہگاروں اور مساکین کے زیادہ موافق ہے

چوتھا حکم: ملک کے لیے ہیبت اور سیاست اور مالک کے لیے شفقت اور رحمت ہے بندوں کی محتاجی شفقت اور رحمت کی طرف ہیبت اور سیاست سے زیادہ ہوتی ہے

تیسرا فائدہ: (پہلے اور دوسرے فائدے کا ذکر گزشتہ شمارے میں شامل ہے)۔ ملک قدرت کا نام ہے تو مالک اور ملک ہونا قدرت سے عبارت ہے۔ یہاں ایک اہم سوال و بحث ہے کہ اللہ تعالیٰ موجودات کا مالک ہے یا معدومات کا، پہلی صورت باطل ہے کیونکہ موجودات کی ایجاد محال ہے لہذا اللہ تعالیٰ کی موجودات پر قدرت صرف ان کو معدوم کرنا ہے اس صورت میں وہ عدم کا ہی مالک ہوگا دوسری صورت بھی باطل ہے کیونکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی قدرت اور ملکیت عدم پر ہے تو لازماً یہ کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کی موجودات پر نہ ملکیت ہے اور نہ مالکیت لیکن یہ بات بعید ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ موجودات کا مالک اور ملک ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موجودات کو وجود سے عدم کی طرف منتقل کرنے پر قادر ہے یا یہ معنی ہے کہ موجودات کو ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف نقل کرنے پر قادر ہے اور یہ قدرت فقط اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے تو ملک حق اللہ تعالیٰ ہی کی ذاتِ اقدس ہے جب اس کا ملک حق ہونا معلوم ہو گیا تو ہم کہتے ہیں کہ وہ ''ملک یوم الدین ہے اس لیے کہ موت کے بعد مخلوق کے زندہ کرنے پر اللہ تعالیٰ ہی قادر ہے اور لوگوں کے ابدان کے متفرق اجزا کا علم بھی اللہ تعالیٰ کو ہی ہے جب حشر نشر، اور آخرت اور قیامت فقط اس علم کی بنیاد پر ہے جو تمام معلومات کے متعلق ہے اس قدرت سے ہے جو تمام ممکنات سے متعلق ہے تو واضح ہو گیا کہ ''یوم الدین'' کا مالک فقط اللہ تعالیٰ ہے اس مسئلہ میں تفصیلی گفتگو مسئلہ حشر اور نشر کے متعلق ہے

سوال: مالک، شے کا اسی وقت ہوتا ہے جب مملوک موجود ہو قیامت تو ابھی موجود ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ ''یوم الدین'' کا مالک نہیں ہوگا بلکہ یوں کہنا لازم تھا ''مالکٌ یوم الدین'' دلیل یہ ہے اگر آدمی ''انا قاتل زید'' (میں زید کا قاتل ہوں) کہے تو یہ اقرار ہے اور اگر وہ کہے ''انا قاتلٌ زید'' (تنوین کے ساتھ) تو یہ زجر اور وعید کہلائے گا

جواب: جو کچھ تم نے کہا حق ہے مگر قیامت کا وقوع ایسا حق امر ہے کہ حکمت میں اس کا خلاف ممکن نہیں تو امر قیامت کو اس امر کی طرح قرار دے دیا گیا جو

فی الحال حاصل ہے

یہ بھی سامنے رہے کہ فوت ہونے والے کی قیامت قائم ہوگئی تو اس کو فی الحال قیامت حاصل ہوگی لہذا سوال زائل ہوگیا

چوتھا فائدہ: پانچ اسماء مبارکہ

اللہ تعالیٰ نے اس سورۂ مبارکہ میں اپنے یہ پانچ نام ذکر فرمائے

۱۔اللہ۔۲۔رب۔۳۔رحمٰن۔۴۔رحیم۔۵۔مالک

اس کی حکمت اور سبب یہ ہے گویا اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے میں نے تمہیں پیدا کیا تو میں الٰہ ہوں پھر میں نے متعدد نعمتوں سے تمہیں پالا تو میں رب ہوں پھر تم نے میری نافرمانی کی میں نے تم پر پردہ ڈالا تو میں رحمٰن ہوں پھر تم نے توبہ کی تو میں نے معاف کیا تو میں رحیم ہوں اب تمہیں جزا دینا ضروری ہے تو میں ''یوم الدین'' کا مالک ہوں

سوال: اللہ تعالیٰ نے الرحمٰن الرحیم، ایک دفعہ تسمیہ میں ذکر کیا اور سورت میں دوسری دفعہ تو ان دونوں اسماء میں تکرار حاصل ہے البتہ تین اسماء میں حاصل نہیں تو اس میں حکمت کیا ہے؟

جواب: گویا کہا گیا ہے یاد رکھو میں الٰہ اور رب ایک دفعہ ہوں اور میں رحمٰن رحیم دو دفعہ ہوں تا کہ تمہیں علم ہو جائے کہ رحمت کے ساتھ عنایت دیگر تمام امور کے اعتبار سے اکثر ہے جب رحمت دوگنا بیان کی تو گویا کہا کہ اس پر مغرور نہ ہو جانا کیونکہ میں ''مالک یوم الدین'' بھی ہوں اس کی نظیر یہ ارشاد الٰہی ہے

غَافِرِ الذَّنۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ذِی الطَّوۡلِ ۔(پ۲۴ ،غافر؛۳)

گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا اور سخت عذاب کرنے والا، بڑے انعام والا۔

پانچواں فائدہ: قدریہ کہتے ہیں اگر بندوں کے اعمال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے تو ثواب و جزا اور عقاب کا قول محال ہو جائے گا کیونکہ بندے کو بغیر عمل ثواب دینا عبث اور بغیر عمل اس پر عقاب ظلم ہوگا ثواب اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا ''مالک یوم الدین'' ہونا باطل ٹھہرا

جبریہ کہتے ہیں جب بندوں کے اعمال، اللہ تعالیٰ کی ترجیح و تقدیر سے نہ ہوں تو وہ ان کا مالک نہ ہوگا جب مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کا اور ان کے اعمال کا مالک ہے تو اس سے ہم نے یہ جانا کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا خالق اور مقدر ہے۔ واللہ اعلم۔

علامات قیامت
بحوالہ احادیث مبارکہ

تحریر: مولانا محمد فرید محمدی سیفی

حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں:۔

" قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا، مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ، إِلَّا حَدَّثَ بِهِ، حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ، قَدْ عَلِمَهُ أَصْحَابِي هَؤُلَاءِ، وَإِنَّهُ لَيَكُونُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيتُهُ فَأَرَاهُ فَأَذْكُرُهُ، كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا غَابَ عَنْهُ، ثُمَّ إِذَا رَآهُ عَرَفَهُ۔

یعنی ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر قیامت تک پیش آنے والی ہر چیز بتادی جسے میرے یہ ساتھی جانتے ہیں پھر جس نے انہیں یاد رکھا سو یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا جب کوئی بات واقع ہوتی تو میرے ان ساتھیوں میں سے کوئی بتادیتا جس کو میں بھول گیا ہوتا تو مجھے ایسے یاد آجاتی جیسے کسی غائب آدمی کا چہرہ بیان کیا جاتا اور میں دیکھ کر اسے پہچان لیتا"۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن)

اسماء القیامۃ: قاعدہ ہے کہ کسی شے کی عظمت اس کے ناموں کی کثرت سے ہوتی ہے۔اور قیامت کے اسماء علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ کتاب الفتن والملاحم میں اسی (80) سے زائد گنوائے ہیں۔جن میں سے قرآن میں موجود چند اسماء درج ذیل ہیں۔

(1) الساعۃ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا (المؤمن آیت 59)

ترجمہ: بے شک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں۔

(2) یوم البعث: اٹھنے کا دن۔ (الروم، آیت 56)

(3) یوم الدین: روز جزا۔ (الفاتحہ)

(4) یَوْمَ الْحَسْرَةِ: پچھتاوے کا دن۔ (مریم، آیت 39)

(5) یوم التناد: جس دن پکار مچے گی (المؤمن آیت 32)

(6) یوم الفصل: فیصلے کا دن (الصافات، آیت 21)

(7) یوم الجمع: اکٹھے ہونے کا دن (الشوریٰ، آیت 7)

(8) یوم الحساب: حساب کا دن (ص، آیت 53)

(9) یوم الوعید: عذاب کے وعدہ کا دن (ق، آیت 20)

(10) یوم الخروج: قبروں سے نکلنے کا دن (ق، آیت 42)

(11) الواقعۃ: ہونے والی (الواقعۃ، آیت 1)

(12) الحاقۃ: حق ہونے والی (الحاقۃ، آیت 1-3)

(13) الصاخۃ: کان پھاڑنے والی چنگھاڑ (عبس، آیت 33)

(14) القارعۃ: دل دہلانے والی (القارعۃ آیت 1-2)

قیامت برحق اور اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ بے شک وہ اپنے معینہ وقت پر آئے گی اور ضرور آئے گی۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ یعنی بے شک قیامت آنے والی ہے"

اسی طرح سورۃ النحل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"قیامت کا آنا یوں ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا بلکہ اس سے بھی جلد تر۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (النحل)"

جو شخص قیامت کا انکار کرے یا اس میں ذرہ برابر شک کرے وہ کافر اور خارج از اسلام ہے۔

اللہ جل مجدہ نے اپنے بندوں کو ان کے اچھے برے اعمال کی سزا و جزا دینے کے لئے ایک خاص دن مقرر کر رکھا ہے۔ جس دن وہ نیکوکاروں کو جنت کی نعمتیں اور بدکاروں کو جہنم کا عذاب دے گا، عرف شرع میں اسی دن کا نام "قیامت" ہے۔

علمِ قیامِ قیامت: قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے سوائے حضور اکرم ﷺ کے تمام بندوں سے پوشیدہ رکھا اور خود حضور ﷺ کو یہ حکم ہوا کہ قیامت برپا ہونے کا سنہ وغیرہ اپنی امت سے چھپائے رکھیں۔

حضرت زید ابن واقد سے روایت ہے، انہوں نے مکحول سے روایت کی، انہوں نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، جب تم دیکھو لوگوں کو (کہ انھوں نے) نماز کو ضائع کر دیا، اور امانت کو رائیگاں کر دیا، اور کبیرہ گناہوں کو حلال ٹھہرایا، اور سود خوری اور رشوت ستانی کی، اور مکان پختہ بنائے، اور خواہشوں کی پیروی کی، اور دین کو دنیا کے بدلے بیچا، اور قرآن کو گانا ٹھہرالیا، اور جب تم دیکھو لوگوں نے درندوں کی کھالوں کو بطور زین استعمال کیا، اور مسجدوں کو راستہ بنالیا، اور مردوں نے ریشم کو پہناوا ٹھہرالیا، اور جب ظلم زیادہ ہو، اور زنا عام ہو، اور طلاق معمولی بات سمجھی جائے، اور خائن کے پاس امانت رکھی جائے، اور امین کو خائن ٹھہرایا جائے، اور بارش باعث شدت گرمی ہو جائے، اور جب اولاد دل کی گھٹن ہو جائے، اور بدکار امراء، اور جھوٹے وزیر، اور خائن امیر، اور ظالم محتسب ہوں، علماء اہل ثروت کے لئے سینوں پر ہاتھ رکھ کر جھکیں، اور قراء بکثرت ہوں، اور فقہاء کی قلت ہو، اور مصاحف سونے چاندی سے مزین کئے جائیں، اور دل فاسد ہو جائیں، اور لوگ گانے والیاں رکھیں، اور باجے حلال ٹھہرائے جائیں، اور شرابیں پی جائیں، اور اللہ کے حدود معطل کیے جائیں، اور مہینے گھٹ جائیں، اور عہد و پیمان توڑے جائیں، اور عورت اپنے شوہر کی تجارت میں شریک ہو، اور عورتیں ترکی گھوڑوں پر بیٹھیں، اور عورتیں مردوں اور مرد عورتوں سے مشابہت کریں، اور غیر اللہ کی قسم کھائی جائے، اور آدمی گواہی میں سبقت کرے بغیر اس کے کہ گواہی طلب کی جائے، اور زکوٰۃ تاوان ٹھہرے، اور امانت مالِ غنیمت، اور مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے، اور ماں کی نافرمانی کرے، اور باپ کو دور رکھیں، اور عہدے میراث ہو جائیں، اور اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو گالیاں دیں، اور آدمی کی عزت اس کے شر کے ڈر سے ہو، اور سپاہیوں کی کثرت ہو، اور جاہل منبر پر چڑھیں، اور مرد تاج پہنیں، اور راستے تنگ ہوں، اور رہائش کے مکان اونچے پختہ بنیں، اور مرد مردوں سے عورتیں عورتوں سے بے نیاز ہوں، اور تمہارے منبر کے خطیب بکثرت ہوں، اور تمہارے علماء تمہارے والیوں کی طرف جھکیں، تو ان کے لئے حرام حلال ٹھہرادیں اور حلال کو حرام کر دیں، اور ان کو من چاہا فتویٰ دیں، اور تمہارے

علماء علم اس لئے سیکھیں کہ تمہارے رئیسوں کے دینار و درہم اکٹھا کریں، اور تم قرآن کو تجارت ٹھہرالو، اور تمہارے مالوں میں جو اللہ کا حق ہے اسے ضائع کر دو، اور تمہارے مال تمہارے اشرار کے قبضوں میں ہوں، اور تم اپنے رشتوں کو کاٹو اور اپنی مجلسوں میں شرابیں پیو، اور جوا کھیلو، اور طبلہ بجاؤ، اور مزامیر کے آلات بجاؤ، اور اپنے محتاجوں کو اپنی زکوٰۃ نہ دو، اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھو اور بے گناہ کا قتل ہوتا کہ عام لوگ اس قتل سے گھٹیں، اور تمہارے خیالات مختلف ہوں، بخششیں غلاموں میں اور کم مرتبہ لوگوں میں عام ہوں، اور پیمانے اور ترازوئیں کم ہوں، اور تمہارے امور کے والی بے وقوف لوگ ہوں۔ (ترتیب الأمالی الخمیسیة للشجری: یحیی (المرشد باللہ) بن الحسین (الموفق) بن إسماعیل بن زید الحسنی الشجری الجرجانی (المتوفی 499ھ ناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت - لبنان)

بلاشبہ یہ پیشین گوئیاں حضور پر نور ﷺ کے بے انتہا سمندر علم کا ایک قطرہ اور " وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ" کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہیں۔

یعنی اللہ جل شانہ نے نبی کریم ﷺ کو جنت و دوزخ اور ان کے داخلی امور وغیرہ سارے معاملات پر اطلاع بخشی لیکن بعض اسرار کو پوشیدہ رکھنے کا حکم فرمایا، اس سلسلے میں اخبار نبوی تواتر کی حد تک مروی ہیں"

لہٰذا حضور ﷺ نے یہ نہیں بتایا کہ قیامت کب، کتنے دنوں بعد اور کس سنہ میں آئے گی؟ البتہ امت پر کرم نوازی فرماتے ہوئے قیامت آنے سے قبل کی کچھ علامات بیان فرما دیں تا کہ امت ان کے ظہور سے عبرت حاصل کرتے ہوئے حالتِ توبہ و استغفار میں رہے۔

اسی مقصد کے حصول کے لئے چند ایک ایسی علامات جو انسان کے لئے دین و دنیا کی تباہی و بربادی کا سبب ہیں اور دورِ حاضر میں کثرت کے ساتھ پائی جاتی ہیں اور ان کے مرتکب کو اپنی دنیا و آخرت کے نقصانِ عظیم کا احساس تک نہیں۔ ان کی وضاحت درج ذیل ہے۔

جب لوگ نماز کو ضائع کرنے لگیں:

نماز کو ضائع کرنا چند طور سے ہے۔ نجاست سے پرہیز نہ کرے یعنی کپڑے میں اس قدر نجاست ہو جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا ناپاک جگہ میں نماز پڑھے یا وضو صحیح طور پر نہ ہو یا نماز میں کوئی شرط یا رکن ادا نہ ہو یا معاذ اللہ دل طہارت باطنی و نور ایمانی سے خالی ہو یا اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی تعظیم سے خالی ہو اور ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری دینی مثلاً اللہ کی پاکی، نبی کے علم غیب یا خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت وغیرہ کا منکر ہو اگرچہ زبان سے کلمہ پڑھتا ہو اور یہ آخری صورت بدترین حالت ہے۔ جس میں نماز ہی کو رائیگاں کرنا نہیں بلکہ ایمان کو بھی ضائع کرنا ہے۔ آجکل اس کے مصداق وہابیہ، دیابنہ، قادیانی، روافض اور تمام منکرینِ ضروریات دین ہیں۔ انہی کے لئے مخبر صادق ﷺ نے غیب کی سچی خبر دی۔

"سَیُصَلِّی قَوْمٌ وَلَا دِیْنَ لَھُمْ۔ یعنی ایک ایسی قوم نماز پڑھے گی جس کا دین نہ ہوگا" (مصنف ابن ابی شیبہ)

یعنی صورتاً مسلمان نظر آئیں گے مگر حقیقتاً اسلام سے خارج ہوں گے۔

ان تمام صورتوں میں نماز اصلاً ہوتی ہی نہیں اگرچہ ظاہری صورت نماز کی دیکھنے میں آتی ہے اور نماز کو رائیگاں کرنے کی یہ صورت بھی ہے کہ اصلاً نماز نہ پڑھے اور نماز کو ضائع کرنا یہ بھی ہے کہ رکوع و سجود میں طمانیت جو کہ واجب ہے نہ کرے۔ اسی طرح واجبات نماز میں سے کئی واجب چھوڑ دینا، یا خشوع و خضوع کے بغیر نماز پڑھنا، ان تمام صورتوں میں تضیع (ضائع) صلوٰۃ لازم آتی ہے۔

"بخاری شریف میں حضرت حذیفہ ﷺ سے حدیث مروی ہے کہ

انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص رکوع وسجود کامل طور پر نہیں کر رہا تھا جب اس نے اپنی نماز پوری کی تو حضرت حذیفہ ﷺ نے کہا تو نے نماز نہیں پڑھی راوی کا بیان ہے میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت حذیفہ ﷺ نے اس شخص سے کہا کہ اگر تو اس حالت پر مرا تو سنت محمد ﷺ پر نہ مرے گا۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ حُذَیْفَةَ، رَأَى رَجُلًا لَا یُتِمُّ رُکُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ لَهُ حُذَیْفَةُ :مَا صَلَّیْتَ؟ قَالَ :وَأَحْسِبُهُ قَالَ :لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَیْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ" (صحیح بخاری کتاب الصلاۃ، اذالم یتم السجود)

جب امانت رائیگاں کردی جائے:

یعنی امانت کو اس کے مستحق تک نہ پہنچانا اور حدیث میں لفظ امانت عام ہے جو مال علم عمل سب کو شامل ہے

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔ (سورۃ النساء، آیت58)

یہ آیت تمام امانت کو شامل ہے تو اس کے حکم میں ہر وہ امانت داخل ہے جس کی ذمہ داری انسان کو سونپی گئی ہے اور یہ تین قسم پر ہے:

پہلی قسم: یہ کہ اللہ کی امانت کو ملحوظ رکھے اور یہ اللہ کے احکام بجالانا اور ممنوعات سے پرہیز کرنا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود ﷺ کا قول ہے کہ امانت ہر شے میں لازم ہے یہاں تک کہ وضو اور جنابت سے پاکی کے لئے غسل نماز، زکوۃ، روزہ اور ہر قسم کی عبادات میں۔

دوسری قسم: یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس میں اللہ کی امانت ملحوظ رکھے جو اللہ نے بندے کے تمام اعضا میں رکھی ہیں تو زبان کی امانت یہ ہے کہ زبان کو جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ خلاف شرع باتوں سے محفوظ رکھے اور آنکھ کی امانت یہ ہے کہ محرمات پر نگاہ سے آنکھ کو بچائے اور کان کی امانت یہ ہے کہ لغو، بے حیائی اور جھوٹی باتیں اور اس کے مثل خلاف شرع باتیں سننے سے پرہیز کرے۔

تیسری قسم: یہ ہے کہ بندہ اللہ کے بندوں کے ساتھ معاملات میں امانت کا لحاظ رکھے۔ علامہ بغوی نے اپنی سند سے روایت کی۔ فرماتے ہیں: کم ایسا ہوا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور یہ فرمایا ہو کہ اس کا ایمان نہیں جس کے پاس دیانت داری نہیں اور اس کا دین نہیں جس کو عہد کا پاس نہیں۔ امام طبرانی نے اپنی کتاب "المعجم الکبیر" میں سرکار ﷺ سے روایت کیا:

" تُنَاصَحُوا فِی الْعِلْمِ، فَإِنَّ خِیَانَةَ أَحَدِکُمْ فِی عِلْمِهِ أَشَدُّ مِنْ خِیَانَتِهِ فِی مَالِهِ، وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ سَائِلُکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

حضرت ابن عباس ﷺ نے فرمایا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ علم کے معاملے میں خیر خواہی سے کام لو اور کوئی کسی سے علم نہ چھپائے۔ اس لئے کہ علم میں خیانت مال میں خیانت سے سخت تر ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بارے پوچھیں گے"

امانت کی بربادی اس طرح بھی ہوگی کہ ہر کام نااہلوں کے سپرد ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے:

بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی مَجْلِسٍ یُحَدِّثُ الْقَوْمَ، جَاءَهُ أَعْرَابِیٌّ فَقَالَ :مَتَى السَّاعَةُ؟ .... قَالَ :فَإِذَا ضُیِّعَتِ الأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ، قَالَ :کَیْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ :إِذَا وُسِّدَ الأَمْرُ إِلَى غَیْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ (بخاری کتاب العلم)

اس دوران کہ نبی کریم ﷺ گفتگو فرمارہے تھے ایک اعرابی آیا اور

عرض کیا کہ: قیامت کب آئے گی؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب امانت برباد کی جانے لگے تو تم قیامت کا انتظار کرو۔ اس نے سوال کیا امانت کی بربادی کس طرح ہوگی؟ ارشاد ہوا جب ہر کام نااہلوں کو سونپا جانے لگے تو تم قیامت کا انتظار کرو۔

"علم کو چھپانا" اس سے مراد یہ ہے کہ اہل سے پوشیدہ نہ رکھے خود آیت کریمہ سے یہ صراحتاً مستفاد ہے اور بلاشبہ یہ مال میں خیانت سے زیادہ سخت ہے کہ بعض صورتوں میں کتمان علم سے نوبت کفر تک پہنچتی ہے جیسے حضور ﷺ کے فضائل جلیلہ شہیرہ کثیرہ کو چھپانا اور ان کے بجائے ایسی باتیں بیان کرنا جن سے تنقیص شان رسالت ہوتی ہے۔ یہ اگلے زمانے میں یہودیوں کی خصلت تھی اور اب اس کے مصداق وہابیہ، دیابنہ وغیرہ ہما ہیں۔

جب سود خوری کی جانے لگے:

یعنی قرب قیامت کے آثار میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ سود خوری عام طور پر مسلمانوں میں پائی جائے گی۔ مسلمان ایک دوسرے سے سود کا لین دین کریں گے یعنی ناپ تول والی جنس کو جیسے گیہوں، سونا، چاندی وغیرہ اسی جنس کے بدلے تفاضل کے ساتھ بیچیں گے زیادہ لینے کی شرط پر مسلمان مسلمان کو ادھار دے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ، أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ (بخاری کتاب البیوع)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ یہ خیال نہ کریں گے کہ انھوں حلال حاصل کیا یا حرام۔

جب عورتیں مردوں سے اور مرد عورتوں سے مشابہت کریں

یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور یہ نشانی واقع ہو چکی، زمانہ حال میں بکثرت اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔

" لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ" (بخاری کتاب اللباس)

یعنی اللہ کی لعنت ہے ان لوگوں پر جو عورتوں کی وضع اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع اختیار کریں۔

امام احمد و ابو داؤد و حاکم نے بسند حسن ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهِيَ تَخْتَمِرُ، فَقَالَ: لَيَّةً لَا لَيَّتَيْنِ۔ (سنن ابوداؤد کتاب اللباس)

یعنی نبی اکرم ﷺ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ اوڑھنی اوڑھ رہی ہیں تو ارشاد فرمایا سر پر صرف ایک پیچ دو، دو نہ ہوں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام سعید، بنت ام جمیل کو کمان لگائے مردانی چال چلتے دیکھا تو ارشاد فرمایا:۔ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ، وَلَا مَنْ تَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ (رواہ احمد والطبرانی)

یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ وہ عورت ہم میں سے نہیں جو مردوں سے مشابہت اختیار کرے اور وہ مرد بھی جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرے۔

عورتوں کو اپنے سر کے بال کترنا حرام ہے اور کترے تو ملعونہ کہ یہ مردوں سے مشابہت ہے اور عورتوں کا مردوں سے تشبہ حرام، درمختار میں ہے "قَطَعَتْ شَعْرَ رَأْسِهَا أَثِمَتْ وَلُعِنَتْ ..... وَالْمَعْنَى الْمُؤَثِّر

التَّشَبُّهُ بِالرِّجَالِ" یعنی کسی عورت نے سر کے بال کتر ڈالے تو گنہگار ہوئی نیز اس پر اللہ کی لعنت ہوئی، اس میں جو علت مؤثرہ ہے وہ مردوں سے تشبہ ہے۔

جب رشوت ستانی کی جانے لگے:

پھر سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے قرب قیامت کی ایک اور نشانی یہ بتائی کہ رشوت کا لین دین لوگوں میں عام ہوگا گویا ان کے نزدیک وہ معمولی بات ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے نزدیک معمولی بات نہیں بلکہ سخت حرام ہے۔

قرآن شریف میں اس کی حرمت مصرح ہے اور حدیث میں فرمایا:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الرَّاشِی وَالْمُرْتَشِی ۔یعنی اللہ کی لعنت ہے رشوت لینے اور دینے والے پر" (ابن ماجہ کتاب الاحکام)

یعنی رشوت لینے والا مطلقاً مستحق لعنت ہے اور دینے والا بھی اسی رسی میں گرفتار ہے جبکہ ناجائز کام کے لئے رشوت دے یا بغیر مجبوری کے دے اور دفع ظلم اور جائز حق کی تحصیل کے لئے جب رشوت دیئے بغیر چارہ نہ ہو تو یہ صورت مستثنیٰ ہے اور دینے والا اس وعید کا مصداق نہیں۔

رشوت خوری اس قدر عام ہو چکی ہے کہ اپنے مذہبی اور قومی ہمدرد کہلانے والے بھی رشوت کو ہدیہ کا نام دے کر حلال سمجھنے لگے ہیں حالانکہ فقہائے کرام نے صاف تصریح فرمادی ہے کہ جو شخص کسی کو اس کے عہدہ پر فائز ہونے سے قبل رشتہ داری وغیرہ میں کچھ لیا دیا کرتا تھا تو اس کا لینا جائز ہے اور عہدہ پر فائز ہونے کے بعد لوگ جو بھی دیتے ہیں سب "رشوت" ہے۔

جب قرآن کو گانا ٹھہرالیا جائے:

یعنی قاری تجوید کے قواعد کا لحاظ نہیں رکھیں گے اور قرأت کا جو طریقہ سرکار ﷺ کے زمانے سے متوارث ہے اس کی پیروی نہ کریں گے یعنی گانے کے طور پر اتار چڑھاؤ کے ساتھ قرآن پڑھیں گے یا ساز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کریں گے۔

بلکہ "الاتقان فی علوم القرآن" امام جلال الدین سیوطی میں ہے کہ:

لوگوں نے تلاوت قرآن میں گانوں کی آوازیں ایجاد کرلیں، حضور ﷺ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کے دل فتنوں میں ہیں اور جنہیں ان کا حال پسند ہو ان کے دل بھی فتنوں میں ہیں۔ فی زمانہ اکثر قراء داد حاصل کرنے اور نمائش کے لئے اس فتنے کا شکار ہیں۔ اللہ کریم ہمیں ان فتنوں سے محفوظ رکھے کیونکہ حدیث کی روشنی میں جو انہیں پسند کرے گا وہ بھی فتنے کا شکار ہو جائے گا۔

جو طرز انہوں نے ایجاد کئے ان میں سے ایک کا نام "ترعید" رکھا اور وہ یہ ہے کہ قاری کانپتی ہوئی آواز بنائے گویا وہ ٹھنڈک سے یا تکلیف سے کانپ رہا ہے اور دوسرے طرز کا نام "ترقیص" رکھا اور وہ یہ ہے کہ حرف ساکن پر سکوت کا ارادہ کرے پھر وہاں سے حرکت کے ساتھ چل پڑے گویا وہ دوڑ لگا رہا ہے یا تیز رفتاری میں ہے۔

فرمانِ رسول " قرآن کو عربوں کے طرز اور ان کی آواز کے ساتھ پڑھو اور یہود و نصاریٰ کے طرز سے اپنے آپ کو دور رکھو اور اہل فسق کے طرز سے بچو۔ اس لئے کہ کچھ ایسے آئیں گے جو قرآن میں گانے کی طرح "ترجیع" (اتار چڑھاؤ) سے کام لیں گے اور اہل رہبانیت کے طور پر پڑھیں گے۔ قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا، ان کے دل فتنوں

میں پڑے ہیں اور ان کے دل بھی جنھیں ان کا یہ حال بھلا لگتا ہو ''اس حدیث کو طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا''۔ (الاتقان جزء ثانی ص 107)

علماء فرماتے ہیں کہ تفخیم کے ساتھ پڑھنا مطلوب ہے اس لئے حاکم کی حدیث میں ہے:

''نزل القرآن بالتفخیم قال الحلیمی و معناه أنه یقرأ علی قراءة الرجال و لا یخضع الصوت فیه کلام النساء''

یعنی قرآن تفخیم کے ساتھ اترا، حلیمی نے فرمایا تفخیم کا معنی یہ ہے کہ قرآن مردوں کی تلاوت کے طرز پر پڑھے اور اس میں عورتوں کی بولی کی طرح آواز پست نہ کرے۔ (الاتقان، جزء ثانی، ص 107/108)

جب علماء اہل ثروت کے لئے سینوں پر ہاتھ باندھے جھکیں:

اس سے مراد علماء کے گروہ میں وہ فساق ہیں جو مال و جاہ کی لالچ میں اہل ثروت کے لئے جھکیں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرائیں گے اور دنیاداروں کو ان کی خواہش کے موافق فتویٰ دیں گے جیسا کہ آگے اسی حدیث میں بیان ہوا۔

امام جلال الدین سیوطی حضرت عبداللہ ابن مبارک سے اپنی کتاب ''اللآلی المصنوعه'' میں حدیث روایت کرتے ہیں جس کو انہوں نے ابو معن سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی سہیل ابن حسان کلبی نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک وہ چکنی پھسلنی چٹان جس پر علماء کے پیر نہیں جمتے ''طمع'' ہے۔

رشد و ہدایت کی راہ سے بھٹکنے والے علماء عموماً سرمایہ داروں کے پاس جاتے ہیں اور چند ٹکوں کی خاطر اپنا عزت و وقار ان کے پاس گروی رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی سمجھ حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے پھر سرمایہ داروں کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم سرمایہ داروں کے پاس جاتے ہیں اور ان سے دنیا حاصل کرتے ہیں اور اپنا دین بچا کر الگ ہو جاتے ہیں حالانکہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا جس طرح قتاد (ایک کانٹے دار درخت) سے کانٹوں کے سوا کچھ نہیں مل سکتا اسی طرح سرمایاداروں کے قرب سے کچھ نہیں حاصل ہو سکتا"۔ (سنن ابن ماجہ، ص 23)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "اگر علما اپنا علم محفوظ رکھتے اور اسے ذی صلاحیت انسانوں پر خرچ کرتے تو زمانہ کے سردار بن جاتے مگر انہوں نے دنیا کے حصول کے لئے اپنا علم اہل دنیا پر خرچ کیا جس کی وجہ سے اہل زمانہ کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو گئے"۔ (مشکوٰۃ شریف، ص 37)

انتہائی قربِ قیامت کی علامات:

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظاہر ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، فتنۂ دجّال، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج، آگ جو عدن سے نکلے گی، دھواں جو مشرق سے مغرب تک چھا جائے گا، ہوا چلے گی جو لوگوں کو سمندر میں دھکیل دے گی، زمین کے دھنسنے کا عذاب اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ یہ وہ بڑی علامات ہیں جو انتہائی قربِ قیامت کو وقوع پذیر ہوں گی۔

قارئینِ کرام!

مذکورہ بالا مضمون تحریر کرنے کا مقصد اصلاحِ احوال ہے اور اسی مضمون سے عقائد کی بھی اصلاح ہوتی ہے کیونکہ تحریر کردہ تمام علامات چودہ سو سال پہلے بیان کی گئیں جس وقت ان کی موجودگی کا خیال بھی محال تھا۔ ان علامات کا تعلق غیب سے ہے آپ ﷺ کا ان کو بیان کرنا آپ ﷺ کے علم غیب پر دیگر دلائل میں سے ایک واضح دلیل ہے۔
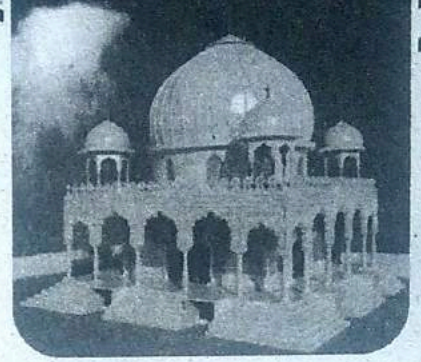
بیاد مجدد زماں محبوب سبحان

حضرت اخوندزادہ سیف الرحمن رحمۃ اللہ علیہ

بشکریہ "انوارِ رضا"

حضرت اخندزادہ پیرارچی کی شخصیت .... ایک مشاہدہ

علامہ صاحبزادہ حفیظ اللہ شاہ مہروی۔ جامعہ حامدیہ مہرویہ حفیظ العلوم

امام ربانی مجدد الف الشیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کے سلسلہ اوران امانتوں کے امین اوران کے مشن وافکار کے سچے علمبردار سرخیل نقشبندیت، وارث مسند مجددیت، مخدوم الاولیاء، سلطان السالکین حضرت قبلہ پیراخندزادہ سیف الرحمن صاحب خراسانی مدظلہ العالی سے راقم الحروف کی پہلی ملاقات اور شرف زیارت مرکز انوار وتجلیات ربانی حضور داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے سالانہ عرس مقدس پر دوران خطاب ہوئی حضرت میری تقریر کے دوران اس نشست میں بطور مہمان خصوصی تشریف لائے تو مریدین عقیدت مندوں اور شرکاء عرس نے اور اسٹیج پر موجود اکابرین علماء اہلسنت وعمائدین ملک وملت بشمول مشائخ طریقت نے جس انداز سے آپ کو خوش آمدید کہا اور شرکاء محفل نے جس طرح آپ کا استقبال کیا وہ اپنی مثال آپ تھا فضا نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت ﷺ اور ذکر اللہ سے گونج اٹھی۔

آپ کے سرمبارک پر منفرد قسم اور نوعیت کی دستار نورانی چہرہ اور چمکیلے جبہ شریف نے پوری محفل کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرلیا اور یوں محسوس ہونے لگا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں اس کے چند دن بعد سید ظفر علی شاہ صاحب ممبر قومی اسمبلی مرحوم کی دعوت پر میلاد کانفرس سے خطاب کرنے پشاور جانا ہوا تو اگلے روز آپ کے آستانہ عالیہ پر صوفی محمد اقبال صاحب کے ہمراہ محض زیارت کی نیت سے حاضر ہوا تو حضرت نے کمال محبت وشفقت کا اظہار فرمایا اور جو خوبیاں اور وصف مقبولان بارگاہ خداوندی میں ہونا چاہیے آپ کو ان اوصاف سے متصف پایا اور پھر ملتان میں انٹرنیشنل سنی کانفرس میں جب آپ مریدین اور خلفاء کے جھرمٹ میں اسٹیج پر تشریف لائے تو پورا اسٹیڈیم آپ کی طرف متوجہ ہوگیا اور آپ کرسی پر رونق افروز ہوئے تو ایک عجیب سماں بندھ گیا اہلسنت کے اکثر پیران عظام میں مذہبی غیرت بہت کم دیکھنے میں آتی ہے وہ محض اپنی پیری مریدی کو فروغ دینے میں مصروف عمل نظر آتے ہیں اور علماء سے خود اور اپنے حلقہ ارادت کو دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں الحمد للہ حضرت موصوف جہاںؒ روحانیت کے علمبردار اور شریعت مطہرہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا سمجھتے ہیں وہاں مسلک حق اہلسنت و جماعت کے بول بالا اور پرچار کے ساتھ ناموس رسالت کے لیے مرمٹنے کا جذبہ رکھتے ہیں اور دشمنان دربار رسالت کی سرکوبی کے لیے خلفاء ومریدین سمیت ہروقت سر پر کفن باندھے رکھتے ہیں اور اپنی عزت وعظمت جاہ جلال کو رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس پر قربان کرنا سعادت مندی گردانتے ہیں گویا کہ جوکام

انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپے گئے اور پھر وہ اولیاء کرام کو منتقل ہوئے آپؒ صدق دل اور اخلاص کے ساتھ انجام دے رہے ہیں اور اوامر کی پاسداری اور نواہی سے باز رہنے کی بھرپور اور موثر طریقہ سے تلقین فرما رہے ہیں آپؒ کے مریدین کے سر پر دستار اور سنت رسول ﷺ سے سجا ہوا چہرہ تبلیغ اسلام کی روشن دلیل ہے، اگرچہ اس سے چند سال قبل ۱۰ محرم الحرام کے موقع پر کندیاں شہر میں ذکر حسینؓ کی محفل میں کرسی صدارت پر موجود آپ کے محبوب ترین خلیفہ جو آپؒ کی طرح مذہب اور دین کا درد رکھنے والے اور علم و علماء کے دلدادہ زینت بزم عاشقاں رونق محفل سالکاں حضرت میاں محمد سیفی حنفی مدظلہ سے ملاقات ہوئی اور میری تقریر جو ذکر حسنین کے حوالہ سے تھی کے دوران جس طرح حُب اہلبیت میں ڈوب کر آنکھوں سے آنسو بہا رہے تھے اس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ ان کے سر پر کسی قلندر وقت کا سایہ اور دل پر کسی عظیم روحانی شخصیت کا قبضہ ہے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہ ہستی حضرت سیف الرحمٰن صاحب اخندزادہ کی ہے جو ایک اللہ کی ضرب سے دلوں کی کیفیت کو بدل دیتے ہیں اور روحانی انقلاب برپا کر دیتے ہیں۔

گزشتہ سال حضرت میاں محمد سیفی حنفی کو حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کے عرس مبارک کی دو نشستوں میں علماء کرام سے محبت و الفت کرتے دیکھا وہ اپنی مثال آپ تھا ان کی عجز و انکساری ملنساری شریعت کی پاسداری آپ کے فقر اور ولایت کی مظہر تھی۔ ان کی زندگی کا مرکز محور اور مطمع نظر ناموس رسالت کا تحفظ اور روحانی انقلاب اور معاشرہ کو بے حیائی عریانی فحاشی اور بدعقیدگی کی لعنت سے اور طوفان سے پاک کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے گزشتہ سالوں میں مرشد کے حکم پر صرف ملتان میں نہیں بلکہ پاکستان بھر میں مرتدین دربار رسالت اور گستاخان بارگاہ ولایت کے خلاف علم جہاد بلند کرتے ہوئے ہنگامی طور پر یا رسول اللہ ﷺ کانفرس کا انعقاد کیا اور حکومتی ایوانوں کو ہلایا اور بتایا کہ یہ ملک رسول ﷺ کے غلاموں کا ہے مسلک حق اہلسنت جماعت کے جید علماء خطباء اور اکابرین و عمائدین ملک کے پاس خود اور اپنے خلفاء کے وفود بھیج کر احساس ذمہ داری دلائی۔ جس لگن، درد اور جذبہ کے ساتھ آپؒ کے خلفائے کرام نے ملتان یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس کے لیے جو طوفانی دورے کیے اور جس خلوص کا مظاہرہ کیا وہ یقیناً قبلہ میاں صاحب کی تربیت کا اثر ہے۔ یہ سب کچھ شیخ کامل کی نگاہوں کا مرہون ملت ہے۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان چند سطور کو میرے لیے اور قارئین کے لیے نجات کا ذریعہ اور بخشش کا سبب بنائے۔ آمین۔

شاہ خراسان مجدد زماں حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰنؒ کی شاہ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے محبت

جگر گوشہ مجدد زماں حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰنؒ
صاحبزادہ مولانا احمد حسن صاحب

1۔ حضرت آخوندزادہ سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک سالک کو فارسی دیوان غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ اس کو حصول مقصد کے لئے پڑھا کرو۔ مختلف ظاہری و باطنی بیماریوں کے لئے مفید ہے اور آپ کے ذوق و یقین میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔

2۔ اسی طرح حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک سالک کو قادریہ شریف کے اسباق کی تلقین فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں صد افسوس ان مدعیان قادریت پر جن کو صحیح طریقے سے طریقہ قادریہ شریف کے اسباق بھی معلوم نہیں ہیں اور مسند شیخیت پر بیٹھے ہیں۔ طریقہ قادریہ شریف کے اسباق ۹ عدد ہیں۔ ان اسباق سے پہلے تزکیہ نفس کے لئے استغفار شریف ۳۱۳ مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ ان اسباق میں مراقبہ تصوراً کیا جاتا ہے جبکہ باقی اسباق زبان کے ساتھ پڑھنے کے ہیں۔ ان میں

1. لا الہ الا اللہ 2. الا اللہ 3. اللہ
4. ھو 5. مراقبہ 6. اللہ ھو
7. ھو اللہ
8. انت الھادی انت الحق لیس الھادی الا ھو
9. درود شریف اللھم صل علی سیدنا محمد و الہ و عترتہ بعد کل المعلوم لک شامل ہیں۔

3۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سالکین و محبین کے جھرمٹ میں سلوک و معرفت کے درس دے رہے ہیں۔ کچھ سالکین پر وجد کی کیفیت طاری ہے کچھ رو رہے ہیں کچھ چیخ رہے ہیں۔ آپ وجد و جذب کے اثبات میں فرما رہے ہیں:
پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں لوگ بے حال ہوتے تھے کئی کئی افراد چیخیں مارتے بے ہوش ہوتے تھے بلکہ کئی کئی جنازے بھی اٹھتے تھے۔

یہ حضرت پیران پیر (شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کے سینے کا زور تھا۔ یہ صرف ظاہری الفاظ کی تاثیر یا دلائل کا ردعمل نہیں تھا۔ بلکہ یہ آپ مبارک کی توجہات کا اثر تھا۔ جناب پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے نے ایک مرتبہ سالکین و طالبین کے سامنے بڑا علمی و مدلل بیان فرمایا سامعین تقریر کو خاموشی سے سنتے رہے۔

جب صاحبزادہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ختم ہوا تو جناب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان شروع کیا فرمایا "بیٹے آپ نے قال کے ذریعے بیان کیا اب ذرا حال کی طرف آتے ہیں۔" جناب پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پر اثر آواز سے فرمایا "لا الہ الا اللہ" یہ فرمانا تھا کہ مجلس کا حال بدل گیا۔ خاموشی کے بجائے سامعین کی زبانوں سے ہاو ہو کی آوازیں نکلنی شروع ہو گئیں۔ چیخنا اور تڑپنا شروع ہو گیا۔

4۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ وہابیہ فرقے کی مذمت فرما رہے ہیں فرماتے ہیں "ان گستاخوں نے صوفیاء کرام کے ساتھ دشمنی کی انتہا کر دی ہے۔ کیسے کیسے مشاہیر امت کو کفر کے فتوؤں کا نشانہ بنایا۔ مثلاً شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت ابو الحسن نوریؒ، حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہم۔ حتیٰ کہ پیر پیران حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کی ولایت اور عظمت روز روشن کی طرح آشکار ہے وہ بھی ان کے فتنوں سے محفوظ نہیں رہے۔

آپ نے ابن جوزی کا نام لیتے ہوئے فرمایا "باوجود بہت علمیت و

فقاہت وعبور علی الحدیث وتفسیر القرآن کے ابن جوزی کے قدم پھسل گئے۔اولیاء کے بارے میں بے ادبی نے ان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔اگرچہ کچھ اقوال یہ ہیں کہ ابن جوزی نے بعد میں شاید اپنے اقوال سے رجوع کیا تھا۔مگر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی اور ''تلبیسِ ابلیس'' کتاب کے معروضات کے بعد ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ خود ابن جوزی گمراہ ہو گیا تھا اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا۔

5۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفر حج کا واقعہ سنا رہے ہیں فرمایا کہ ہم گاڑی پر سفر کرتے ہوئے بغداد شریف پہنچ گئے الحمد للہ میں نے جن آئمہ ومشائخ کے مزارات پر حاضری دی اور قسم قسم کے واقعات وحالات دیکھے ان میں حضرت امامنا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمہما اللہ علیہما کے مزارات بھی شامل ہیں اس کے بعد آپ نے کچھ اہم واقعات اور کشف بیان فرمائے۔

6۔ مبارک رحمۃ اللہ علیہ عید الاضحیٰ کے پہلے دن قربانی ادا کر رہے ہیں۔تیس 30 قربانیوں میں آپؒ کی اپنی قربانی کے علاوہ آقا علیہ السلام، چاروں خلفائے راشدین ائمہ کرام، چاروں سلاسل طریقت کے بانیوں بشمول حضرت غوث الثقلین رضی اللہ علیہم کی طرف سے قربانی کے حصے شامل ہیں۔دیگر حصوں میں اپنے والدین اور طریق اربعہ کے چند دیگر مشائخ کی طرف سے قربانی شامل تھی۔

7۔ 2005 میں آپ نے آقا علیہ السلام کی اتباع میں قربانی سو حصوں کی ادا فرمائی ان میں بھی فوق الذکر حضرات بشمول غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے اہل خانہ اور کچھ سادات وغریب سالکین کی طرف سے ان حصوں کی قربانی ادا کی۔

8۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک عاشق اور صاحب کمال خلیفہ سید نور علی شاہ صاحب کے ہاتھ کو دوران مصافحہ چوم رہے ہیں۔فرماتے ہیں آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہما کے فرزندوں میں سے ہیں۔آپ اگرچہ میرے مرید ہیں اور مرید پر پیر کا حق بہت زیادہ ہے۔امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ کامل مکمل کا حق ظاہری ماں باپ سے بھی زیادہ ہوتا ہے کہ شیخ مرید کی دنیا وآخرت درست کرتا ہے۔جبکہ ماں باپ صرف جسمانی وظاہری نشوونما کا وسیلہ ہوتے ہیں مگر نسبی طہارت کی وجہ سے سادات کا احترام دیگر لوگوں سے زیادہ رکھنا چاہیئے۔

9۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ ''الغنیۃ الطالبین طریق الحق'' کا مطالعہ فرما رہے ہیں۔ساتھ ساتھ کتاب سے صفحہ اول پر حوالے نکال کر لکھ رہے ہیں۔آپؒ نے صفحہ اول پر فارسی میں بیس رکعت تراویح کے حوالے کو کچھ یوں لکھا ہے:

10۔ ''ص ۳۶۸ تراویح بیس رکعات نزد امام حنبل و حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم''

11۔آپ جنگ جمل وصفین کے بارے میں صحیح مسلک بیان فرما رہے ہیں کہ:

''حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے اس مسئلہ میں سکوت بہتر ہے۔ہم کو اپنے عیوب پر نظر ڈالنی چاہئے۔ہر فریق کو جنگ کے لئے جواز کے دلائل موجود تھے۔حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما نے بھی قاتلین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بدلہ لینے کے ارادے سے حرکت کی۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کے بعد درست وثابت ہے۔باقی اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان جن مسائل میں اختلاف واقع ہوا ہے ان میں بحث ومباحثہ نہیں کرنا چاہیئے۔ان کے معاملات کو خدا کے سپرد کرنا چاہیئے۔ہمیں ان کے محاسن وفضائل کو بیان کرنا چاہیئے۔''

12۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وضاحت فرمائی ''حضرت علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ معاملہ مختلف فیہ میں حق پر تھے اور آپؓ کے مخالفین خطائے اجتہادی پر۔خطائے اجتہادی پر کسی کو طعن وتشنیع یا ملامت کرنا غلط ہے بلکہ مجتہد کو خطا پر بھی ایک اجر ملتا ہے جبکہ صحیح اجتہاد پر دو اجر ملتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر کبار مسلمین بھی شامل تھے ایک مرتبہ کسی نے عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ''عمر بن عبد العزیزؒ'' یا ''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ''؟۔آپؒ نے جواب دیا کہ جس گھوڑے پر سوار ہو کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شرکت فرمائی اس کی ناک میں داخل ہونے والا اغبار بھی عمر بن عبد العزیزؒ سے بہتر ہے۔یہی وجہ

ہے کہ خیر التابعین اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہری آنکھوں سے آقا علیہ السلام کا دیدار نہ کر سکے تو وہ مرتبے میں ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی رضی اللہ عنہ بھی ان سے افضل ہے۔

13۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک ''اخبار نویس'' کے سوالات کے جوابات دے رہے ہیں۔ فرماتے ہیں ''حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی غوث اعظم ہیں اس میں کوئی دوسری رائے یا شک نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو مقام و مرتبہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کیا ہے وہ کسی کے انکار سے ختم نہیں ہو سکتا یہ صرف اس فقیر کا عقیدہ نہیں ہے بلکہ طریقت کے میدان کے شہسوار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آپ کو اولیاء کا سردار تسلیم کرتے ہیں۔

14۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نماز عصر کے بعد ختم خواجگان شریف ادا فرما رہے ہیں۔ پچھلے تقریباً 35 سالوں سے یہ معمول جاری وساری ہے۔ اس میں بلا ناغہ صرف غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روح پرفتوح کی خاطر دو سو مرتبہ درود مبارکہ اور پانچ سو مرتبہ الفاظ قرآنی ''حسبنا اللہ و نعم الوکیل'' پڑھا جاتا ہے۔

ختم خواجگان شریف کے بعد دعا ادا فرماتے ہوئے مشائخ کرام کے اسماء لے رہے ہیں اور ان کی ارواح کو ایصال ثواب فرما رہے ہیں آپؒ کی زبانِ اقدس سے یہ مبارک نام بھی ادا ہوا ''والیٔ روح حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' یعنی یا اللہ! اس ختم کے ثواب کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح تک بھی پہنچا۔

15۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ علامہ علی محمد البلخی نے چاروں طریقوں کے آئمہ و مشائخ کرام کے حالات پر مشتمل کتاب تاریخ اولیاء فارسی زبان میں لکھی تھی یہ سال ۱۴۰۳ھ یعنی 1982 کی بات ہے۔ کتاب کا پورا نام ہے ''تاریخ اولیاء المعروف بالھامات غیبیہ فی سلاسل سیفیہ'' یہ کتاب خانقاہ سیفیہ باڑہ سے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اشاعت فرمائی۔ اس کتاب میں مشائخ قادریہ کے سردار حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب جا بجا ذکر کئے گئے ہیں خاص طور پر صفحہ ۴۰، ۱۹۳، ۲۰۵، ۲۸۲ قابل ذکر ہیں۔ مگر یہ کتاب مختصر اور اجمالی لکھی گئی ہے۔ اور اس میں عموماً کچھ اہم نکتوں اور تاریخوں کی طرف اشارے کئے گئے ہیں۔

16۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک اور خلیفہ اور صاحب قلم علامہ محمد یوسف المعوی کو امر فرماتے ہیں کی صرف طریقہ قادریہ شریف کے موضوع پر ایک مستقل کتاب تصنیف کرنی چاہیے۔ مولانا محمد یوسف المعوی نے مستقل کتاب سلسلہ عالیہ قادریہ شریفہ کے موضوع پر لکھی اور کتاب کا نام رکھا گیا ''منهاج القدسیة فی طریقة القادریة'' اس میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے تفصیلی مناقب اور کمالات کا ذکر کیا گیا ہے۔ صفحہ ۱۵۹ سے صفحہ ۱۷۲ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ کتاب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خوشی اور مسرت کی باعث ہوئی اور مولانا یوسف المعوی کے لئے دعاؤں کا سبب بن گیا۔

17۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد مولانا محمد ہاشم سمگانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ مختلف ذمہ داریوں کو سر انجام دے رہے ہیں۔ آپؒ مرشد کی ذاتی خدمت بھی کر رہے ہیں۔ آستانے پر آنے والے سالکین کی تربیت بھی فرما رہے ہیں۔ مریدین کو توجہ بھی فرماتے ہیں۔ اذان اور پھر امامت کی ذمہ داری بھی آپ کے کندھوں پر ہے۔ بچوں کو اسباق پڑھانا اور بڑوں کو مکتوبات مجددیہ کا درس بھی دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود آپؒ روزانہ چھ ہزار مرتبہ درود قادریہ شریف کا ورد فرماتے ہیں۔ درود قادریہ درج ذیل ہے ''اللھم صل علی سیدنا محمد و الہ و عترتہ و بعدد کل معلوم لک'' حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ صبح کے وقت مراقبہ اور استغفار ادا فرماتے ہیں اور اس کا ثواب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے روح کیلئے ایصال ثواب فرماتے ہیں۔ آپ بتقاضائے عمر اور مختلف بیماریوں کی وجہ سے کافی ضعیف ہو جانے کے باوجود بھی قادریہ شریف کے آٹھ اسباق روزانہ ایک ایک ہزار مرتبہ پڑھتے تھے اور اس کو بھی حضرت غوث الثقلین غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی میر میران و سلطان الاولیاء محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی علیہ رحمۃ الباری کی روح مبارکہ کیلئے ایصال ثواب کرتے تھے۔

18۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بالواسطہ اور بلاواسطہ خلفائے کرام ہیں جن کو سلسلہ عالیہ قادریہ شریفہ کے اسباق کی اجازت مل گئی ہیں۔ ان سب کے اوراد اور وظائف کے ثواب جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کی نذر ہوتے ہیں۔
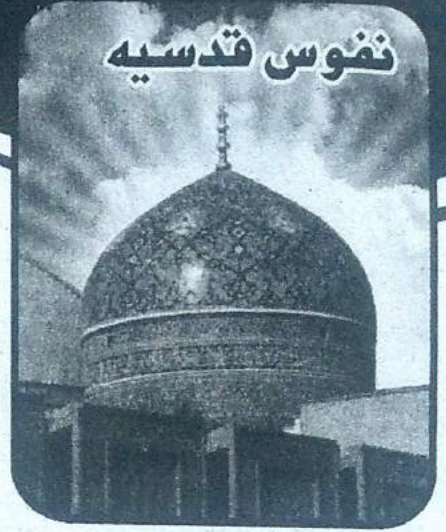
مناقب واحوال

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: مولانا محمد مدثر محمدی سیفی

آنکہ گویند "اولیا راہست قدرت از الٰہ
باز گر دانند تیر از نیم راہ" اینان توئی
(اکسیر اعظم از اعلیحضرت امام احمد رضا خان قادری)

بادشاہ ہردوعالم شاہ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی وقلم
نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است
(حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ)

نام وکنیت، نسب:

سلطان ولایت سید الافراد حضور غوث پاکؒ کی ذات گرامی اوران کی باعظمت شخصیت کا تذکرہ کبھی تعارف کیلئے ہوتا ہے اور کبھی حصول سعادت کے پیش نظر ظاہر ہے کہ پروانہ شمع نور نبوت کی وہ عالمگیر ضیاباریاں جن سے عالم اسلام کی روحانی بارگاہیں آج بھی منور ہیں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

آپ کا اسم مبارک عبدالقادر لقب محی الدین اور کنیت ابو محمد ہے۔ نسب مبارک والد بزرگوار کی طرف سے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تک اور مادر محترمہ کی جانب سے حضرت سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔

بقول مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

آں شاہ سرفراز کہ غوث الثقلین است
دراصل صحیح النسبین از طرفین است
از ہوئے پدر یا بحسن رضی اللہ عنہ سلسلہ اوست
وز جانب مادر دُر دریائے حسین رضی اللہ عنہ است

حسن سے باپ کی نسبت حسینی ماں کے رشتے سے
مسلّم دونوں جانب سے نجابت غوث اعظمؒ کی

ولادت باسعادت:

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے آپؒ کا ذکر مبارک اور سنہ ولادت کا ذکر اسطرح کیا کہ۔۔

قطب الاقطاب فرد الاحباب غوث الاعظم شیوخ العالم غوث الثقلین امام الطائفتین شیخ الطالبین شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی والحسینی رحمۃ اللہ علیہ جو رسول اکرم نور مجسم ﷺ کے اہلبیت کے کامل ترین اولیاء اور حسنی حسینی سادات کے سرداروں میں سے تھے۔ آپ عبداللہ محض ابن مثنی بن امام المسلمین حسن ابن امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں سے تھے۔ آپکی نسبت جیل کی طرف ہے جسے جیلان یا گیلان بھی کہتے ہیں۔

تاریخ ولادت شریف ۴۷۰ھ اور ایک روایت کے بموجب ۴۷۱ھ ہجری ہے تدریس وفتوی کی مدت تینتیس 33 سال اور وعظ وارشاد کی مدت چالیس 40 سال ہے عمر شریف 90 سال ہے۔

آپؒ کے والد ماجد:

حافظ ذہبی وحافظ ابن رجب نے بیان کیا ہے کی آپؒ کے والد ماجد حضرت ابوصالح (جنگی دوست) تھے مئولف کہتا ہے کی جنگی دوست فارسی کا لفظ ہے جسکے معنی ہیں (جنگ سے انسیت رکھنے والے)

آپؒ کی والدہ ماجدہ:

آپؒ کی والدہ ماجدہ کنیت ام الخیر امۃ الجبار ان کا لقب اور فاطمہ نام تھا۔

آپؒ کے نانا حضرت عبداللہ الصومعی لزاہد الحسینی کی دختر اور سراپا خیر و برکت تھیں۔ (قلائد الجواہر)

سفر بغداد:

شیخ تقی الدین محمد واعظ بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (روضۃ الابرار محاسن الاخیار) میں لکھا ہے کہ جب آپؒ بغداد کے قریب پہنچے تو حضرت خضر علیہ السلام نے آپکو اندر جانے سے روکا اور کہا کہ ابھی تمھیں سات برس تک اندر جانے کی اجازت نہیں۔ اسلیئے آپؒ سات برس تک دجلہ کے کنارے ٹھرے رہے اور شہر میں داخل نہ ہوئے اور صرف ساگ وغیرہ سے اپنی شکم سیری کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اسکی سبزی آپؒ کی گردن سے نمایاں ہونے لگی۔ پھر جب سات برس پورے ہوگئے تو آپؒ نے شب کو کھڑے ہوکر یہ آواز سنی کہ عبدالقادر! اب تم شہر کے اندر چلے جاؤ گو شب کو بارش ہورہی تھی اور تمام شب اسی طرح ہوتی رہی مگر آپؒ شہر کے اندر چلے گئے اور شیخ حماد بن مسلم دباسؒ کی خانقاہ پر اترے۔ شیخ حمادؒ نے خادم بھیجوا کر خانقاہ کا دروازہ بند کروا دیا۔ اسلیئے آپؒ دروازے پر ہی ٹھہرے رہے اور آپؒ کو نیند آگئی آپؒ نے اس رات میں 17 بار غسل کیا پھر جب صبح ہوئی تو دروازہ کھلا تو آپؒ اندر گئے شیخ حمادؒ نے آپؒ سے اٹھ کر معانقہ کیا اور آپؒ کو سینے سے لگا کر روئے اور فرمایا۔

''اے فرزند! آج دولت ہمارے ہاتھ میں ہے اور کل تمھارے ہاتھ میں آئے گی تو عدل کرنا''

حصول علم:

قرآن مجید آپؒ نے پہلے ہی یاد کرلیا تھا۔ جناب غوث اعظمؒ اٹھارہ برس کی عمر میں والدہ کی اجازت سے حصول علم کیلئے بغداد تشریف لے گئے آپؒ نے علم فقہ حاصل کیا اور عرصہ دراز تک آپؒ ابوالوفا علی بن عقیل حنبلیؒ ابوالحسن محمد بن قاضی ابوالعلیٰؒ، قاضی ابوسعید یا بقول بعضے ابوسعید المبارک بن علی الحنبلی المخزومی کے پاس رہے۔

علم ادب آپؒ نے ابوزکریا بن یحیی بن علی التبریزی سے اور علم حدیث بہت سے مشائخ سے پڑھا جن میں محمد بن الحسن الباقلانیؒ، ابوسعید محمد بن عبدالکریمؒ، ابوبکر احمد بن المظفرؒ، ابوجعفر بن الحسینؒ اور دیگر محدثین سے پڑھا۔ آپؒ مدت العمر ابوالخیر حماد بن مسلم بن درۃ الدباسؒ کی خدمت میں رہے اور انہی سے آپؒ نے بیعت کر کے علم طریقہ ادب حاصل کیا۔ حدیث شریف پر آپؒ کی ژرف نگاہی اور دقت نظر کا یہ عالم تھا کہ آپؒ کے اساتذہ کرام نے آپؒ کو سند دیتے وقت فرمایا۔

'' اے عبدالقادر ہم تو تم کو الفاظ حدیث کی سند دے رہے ہیں۔ ورنہ احادیث کے مطالب جو تم نے بیان کئے ہیں ان تک ہمارے فہم کی رسائی نہیں۔

درس و تدریس: آپؒ اپنے استاد محترم قاضی ابوسعید المبارک المخزومی کے حکم پر ان کے مدرسہ باب الازج میں فرائض تدریس انجام دینے لگے دور دور سے طالبان حق آپکی شوکت علمی کا شہرہ سن کر حاضری دینے لگے۔

حلیہ مبارکہ:

شیخ کو اللہ تعالی نے جمال باطنی و ظاہری سے نواز رکھا تھا۔ اگرچہ آپؒ کی سیرت و صورت کا کما حقہ نقشہ کھینچنا کوئی آسان کام نہیں تاہم آپکی سیرت مقدسہ پر مشتمل کتب کے مطالعہ سے جو نقشہ لوح ذہن پر ابھر کر آتا ہے وہ کچھ یوں ہے۔

جامع مسجد بغداد کے منبر کو سجا کر بیٹھا ہوا ایک معجز بیاں خطیب، سر پر فضل علم کا بندھا ہوا عمامہ، زبان میں گوہر معارف لٹاتا ہوا خزانہ، جسم اطہر پر تار فقر سے بنا ہو جامہ، کانوں میں رس گھولتی زبان، ذہنوں میں خمار بھرتا بیاں، جلوس میں سلیمانی وقار، قیام میں داؤدی اعتبار، خطابت میں ابراہیمی توحید کی دھمک، نفس میں دم عیسی کی جھلک، ہاتھوں میں موسوی ید بیضا کی چمک، ہونٹوں پر یوسفی تبسم کی کھیلتی موجیں، چہرے پر جمال محمدی کی سرمدی تابانیاں، آنکھوں میں جلال مرتضوی کی حیرت سامانیاں، لہجے میں عصمت زہرائی، سخن میں حسنی دانائی، قامت میں حسینی زیبائی، چال میں قدسیوں کی رعنائی، پیشانی پر خلافت آدم کا جھومر، سر پر ولایت کبری کا تاج، سکوت میں سید سجاد کی تمکنت، کلام میں سیدہ زینب کی ہیبت، کردار میں امہات امت

کی عفت، گفتار میں صدق صدیقی، برتاؤ میں عدل فاروقی، طبعیت میں بذل ونوال عثمانی، دریا دلی میں حسن مثنیٰ کا بہاؤ، مزاج میں ٹھراؤ اور صبر ایوبی کا رچاؤ، بڑے سے بڑے سخت دل پر نگاہ جمال پڑتی تو وہ خشوع وخضوع اور عجز وانکسار کا مرقع بن جاتا، جامع مسجد میں تشریف لاتے تو خلق خدا ہاتھ اٹھا اٹھا کر قاضی الحاجات کی بارگاہ میں مصروف دعا ہو جاتی، اور عرض کرتی کہ اپنے اس پاک نہاد اور نماز گزار بندے کی آمد پر پکار اٹھتی۔۔

"یا غیاث المستغیثین!

در کشت بر جان ما۔۔۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور حضور سیدنا غوث اعظمؒ:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت سیدنا غوث اعظمؒ کے مزار پر حاضر ہو کر اعتکاف کیا اور ان کے کمالات ولایت حاصل کیے یہاں تک کہ امور تکوینی میں ان کے جانشین ہو گئے۔

دوسری عظیم شخصیت جس نے حضرت غوث الاعظمؒ کے کمالات ولایت کو براہ راست ان کی روح سے وصول کیا وہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ سرہندیؒ کی ذات مبارکہ ہے حالانکہ (آپؒ بچپن میں حضرت شاہ کمال کیتھلی سے گھٹی پا چکے تھے) اور پھر ان کے پوتے حضرت شاہ سکندر قادری سے سلسلہ قادریہ میں باقاعدہ خلافت حاصل کر چکے تھے۔

آپؒ اپنے مکتوب ۱۲۱/۷ میں واضع کرتے ہیں کہ سلسلہ قادریہ میں ان کے اور حضرت نبی کریم ﷺ کے درمیان پچیس واسطے ہیں اور امور تکوینی میں ان کے جانشین ہوئے آپؒ حضور غوث اعظمؒ سے مرتبہ غوثیت کبری پر فائز ہوئے۔ اور اس مرتبہ کو قیومیت کا نام دیا اور اپنے آپ کو قیوم اول کہا انہوں نے برملا اعتراف کیا ہے کہ حضرت شیخ نے جو دعوی کیا ہے کہ۔

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابدا علی افق العلی لا تغرب

(پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے۔ میرا سورج ہمیشہ بلند آفاق پر رہے گا کبھی غروب نہیں ہو گا)

تو یہ دعوی برحق ہے اور وہ اسکے لئے معمور ہوئے تھے۔ اور آپؒ کی ولایت لازوال ہے۔ امام ربانی نے یہ بھی رقم فرمایا کہ مرتبہ غوثیت کبریٰ میں حضرت غوث الاعظمؒ کے نائب ہیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ کے کمالات کا زیادہ حصہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو حاصل ہوا۔ ان حضرات شیخینؓ کو حضور ﷺ کے کمالات ولایت سے بھی حصہ حاصل تھا لیکن ان پر کمالات نبوت کا غلبہ زیادہ تھا۔ لیکن حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ پر نبی کریم ﷺ کے کمالات ولایت کا غلبہ تھا۔ جبکہ حضور اکرم ﷺ کے کمالات نبوت بھی ان کو حاصل تھے۔ اس طرح حضرت علیؓ کے جو کمالات ولایت تھے وہ امور تکونیہ سے متعلق تھے اور غوثیت کبری کا مقام یہی ہے جو ان سے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ تک بتدریج منتقل ہوا اور ان کے بعد "وراثتاً" باری باری باقی آئمہ واہل بیت کو منتقل ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ بالاخر حضرت شیخ جیلانیؒ پر وہ فیضان بطور وراثت پہنچا اور اسکے بعد انہی پر منتہی ہو گیا۔ (مکتوبات امام ربانی ۲=۳=۱۲۳)

حضرت شیخ غوث الاعظمؒ اپنے اس مرتبہ پر قیامت تک متمکن رہیں گے آگے جس شخص کو بھی یہ کمالات ولایت حاصل ہوں گے وہ آپ کی نیابت کے طور پر حاصل ہوں گے نہ کہ اصالت کے طور پر یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر مامور ہوئے اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ بہ زبان بلند کہیں۔۔۔

"قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ"

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ غوث الاعظمؒ کے تصرفات کثیرہ کو بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کا نزول سلوک میں مقام روح تک ہوا تھا۔ (مکتوبات امام ربانی ۲۱۶/۱) چنانچہ وہ ہوا میں چلتے ہوئے لوگوں کے سروں کے اوپر سے گزر جایا کرتے تھے۔ ان کا جسم ان کی روح کی طرح لطیف ہو چکا تھا۔ حضرت امام ربانیؒ کے نزدیک حضرت غوث الاعظمؒ کا مقام جو غوثیت کبری سے عبارت ہے حقیقت میں ولایت کبری میں ان کی سرداری سے عبارت ہے جو حضرت غوث الاعظمؒ سے پہلے کسی پر نہیں کھلی تھی تو اس کے

بعد آج تک جس شخص پر بھی وہ کھلتی ہے ان کے وسیلے سے ہی اور ان کی روحانی امداد سے ہی کھلتی ہے۔ یہ ولادت کبری انبیاء اکرام کے مبادیات اسماء کے حقائق کی واردات سے عبارت ہے اور لطیفہ نفس کی مکمل فنا اور بقاء کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

انبیائے کرام کے مبادیات اسماء کا مشاہدہ سب سے پہلے حضرت غوث الاعظمؒ نے کیا تھا (مکتوبات امام ربانی ۲۹۴،۲،۳) اور متاخرین اولیاء اللہ کو یہ مشاہدہ ان کی روحانی توجہ سے نصیب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام کی ارواح طیب ان کے گرد گھومتی رہتی تھیں۔ اور ان کی مجالس میں ان کا بکثرت مشاہدہ کیا گیا تھا۔ حضرت غوث الاعظمؒ سے اس سلسلے میں فیضان پانے والے ممتاز شخصیت حضرت محی الدین ابن عربیؒ ہیں۔ جنہوں نے حقائق مبادیات اور اسمائے انبیاء کا وسیع مطالعہ کیا اور اس سلسلے میں ایک مستقل کتاب "خصوص الحکم" تحریر کی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جیلانیؒ لطیفہ سر میں آخر تک نکل گئے اسی راہ سے پھر واصل حق ہوئے اور پھر اس کے سر حلقہ بن گئے، دراصل ولایت محمدیہ ہوئے (مکتوبات،۳۹۲)

چنانچہ ان تصرفات میں اسوجہ سے ایک عظیم تاثیر پیدا ہوگئی۔

علمی تبحر: آپؒ کے علمی تبحر کا یہ حال تھا کہ جب بغداد شریف میں آپؒ کی مجالس وعظ میں ساٹھ ساٹھ اور ستر ستر سامعین کا مجمع ہونے لگا تو بعض علماء کو حسد ہونے لگا کہ عجم کے رہنے والے کو بغداد میں اسقدر مقبولیت کیونکر ہوگئی۔ حافظ ابو العباس احمد البغدادی اور علامہ عبد الرحمن بن الجوزیؒ یہ دونوں اپنے وقت میں علم کے سمندر اور حدیثوں کے پہاڑ شمار کیے جاتے تھے۔ آپؒ کی مجلس وعظ میں بغرض امتحان حاضر ہوئے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ جب حضور غوث اعظمؒ نے وعظ شرعی کیا تو ایک آیت کی تفسیر فرمانے لگے پہلی تفسیر سن کر ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور سر ہلا کر تصدیق کی یہاں تک کہ تفاسیر تک تو ایک دوسرے کو دیکھتے رہے اور سر ہلاتے رہے بارہویں تفسیر بیان فرمائی تو دونوں اس سے لاعلم تھے۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ایک دوسرے کا منہ تکتے رہے۔ اسطرح چالیس تفاسیر ایک آیت کی آپؒ نے بیان فرمائیں۔ پھر آپؒ نے فرمایا۔۔

"اب ہم قال سے حال کی طرف پلٹتے ہیں۔۔۔ اور ایک نعرہ بلند آواز سے کلمہ طیبہ بلند کیا تو ساری محفل میں ایک جوش، کیفیت، وجد و حال پیدا ہو گیا اور علامہ ابن جوزیؒ پر تو اسقدر وجد طاری ہوا کہ اپنا جبہ تار تار کر ڈالا۔ (بہجۃ الاسرار)

سیدنا غوث الاعظم اور ظاہری و باطنی فقہ کا حصول:

آپؒ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "الفتح الربانی" میں اسکے متعلق فرماتے ہیں۔

اے بیٹا" کیا تم نے سنا نہیں پہلے سمجھ پیدا کر پھر گوشہ نشین ہو پہلے ظاہری فقہ حاصل کر پھر باطنی فقہ کی طرف توجہ دے پہلے ظاہری فقہ پر عمل کرتا کہ ایسے علم پر عمل کا قرب حاصل ہو۔ جیسے تم نے نہیں کیا۔

شرائط مرشد:

مرشد کی تلاش ضروری ہے اسی طرح مرشد کا کامل ہونا بھی وگرنہ بقول سعدی۔۔

"آنکہ خود گمراہ است کرر ہبری کند"

جو خود گمراہ ہے دوسروں کی راہبری کیا خاک کرے گا؟

موجودہ دور انحطاط وقحط الرجال میں بقول مولائے رومؒ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دست نباید داد دست

لباس خضر میں ہزاروں رہزن بھی پھرتے ہیں
اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

اصل سے نقل آگے جارہی ہے لہذا حضرت غوث الاعظمؒ کی تعلیمات میں سے مرشد کامل کی شرائط لکھی جاتی ہیں تا کہ بہروپیوں، مسخروں، اور دین کے ڈاکوؤں سے بچا جا سکے۔

1۔ شیخ کا سلسلہ حضور علیہ السلام تک متصل ہو درمیان میں کہیں انقطاع نہ ہو۔

2۔ شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو کیونکہ اس دور میں روحانیت کے منکروں نے بھی بیعت کرنا شروع کر دی ہے۔

3۔شیخ عالم دین ہو بے علم نتواں خدارا شناخت

4۔فاسق ملعن نہ ہو۔

اسی طرح سجادہ نشین بننے کے لئے بھی صرف کسی پیر کی اولاد ہونا کافی نہیں اور ''پدر ما سلطان بود'' کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کو اقبالؒ نے کیا اچھا کہا ہے۔

تھے وہ آباء ہی تمھارے تم کیا ہو

ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو

اور ایسے نا خلفوں کے لئے ہی کہا۔

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کا نشیمن

حضرت غوث الاعظمؒ کی تعلیمات میں سجادہ نشین کے لیے ان بارہ خصلتوں کا ہونا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرح (۱) عیب پوشی او (۲) رحمدلی

رسول اکرم ﷺ کی (۳) شفقت و (۴) رفاقت

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی (۵) سچائی اور (۶) راست گوئی

حضرت عمر فاروقؓ کی (۷) امر بالمعروف و (۸) نہی عن المنکر

حضرت عثمان غنیؓ کی (۹) لوگوں کو کھانا کھلانا اور (۱۰) شب بیداری

سیدنا علی المرتضیٰؓ کا (۱۱) علم و (۱۲) شجاعت

اسی طرح آپؒ نے اتباع سنت، صوم وصلوۃ، زہد وتقوی جسکی دس شرائط ہیں، زبان قابو میں رکھنا، غیبت سے بچنا، کسی کو حقیر نہ جاننا اور اسکا مذاق نہ کرنا، محارم پر نگاہ نہ ڈالنا، سچائی اپنانا، شکرانہ نعمت کرنا، کفران نعمت سے بچنا، تکبر وغرور اور خواہشات نفسانی سے بچنا، انفاق فی سبیل اللہ پر کاربند رہنا، صرف اپنے ہی لیئے بہتری نہ چاہنا بلکہ پوری امت مسلمہ کیلئے بھلائی کا خواہشمند ہونا، اجماع امت پر قائم رہنا علم عمل اور گوشہ نشینی رضائے الٰہی کا طالب رہنے پر زور دینا۔

حضرت غوث الاعظمؒ نے ایک مشت داڑھی کے متعلق احادیث نقل فرمائی ہیں۔غنیۃ الطالبین صفحہ ۳۳ پر ہے۔کان (ابوھریرۃ) یقبض علی لحیۃ فھا فضل عن لحیۃ جزہ۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے جو بال زائد ہوتے وہ کاٹ دیتے۔اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔خذوا ما تحت القبضۃ، مشت سے زیادہ داڑھی کے بال کاٹ دو۔جو شیخ کہلائے اور اپنے اندر یہ صفات نہ پیدا کرے اس سے کوسوں دور بھاگو وہ مرشد نہیں شیطان ہے۔

اولاد:

جناب غوث الاعظمؒ کے نو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔جن کے نام یہ ہیں۔

1۔سید عبدالوہابؒ 2۔سید عبدالرزاقؒ 3۔سید عبدالجبارؒ 4۔سید عبدالعزیزؒ 5۔سید یحییٰؒ 6۔سید عیسیٰؒ 7۔سید ابراہیمؒ 8۔سید عبداللہؒ 9۔سید موسیٰؒ اور بہجۃ الاسرار میں دسویں فرزند سید محمد رئیسؒ کا نام بھی درج ہے۔

تصانیف:

غنیۃ الطالبین، سر الاسرار، فتوح الغیب آپکی مشہور تصانیف ہیں، غنیۃ الطالبین میں فقہ، صوم وصلوۃ حج زکوۃ وغیرہ ھا کے مسائل ہیں اور مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے عقائد کی تشریح ہے۔اور اہل سنت کے عقائد کے مطابق ہر گمراہ فرقے کی تردید ہے۔ نیز بعض قرآنی آیات کی تشریح، احکام اعمال واذکار اشغال کا بیان ہے۔پیرومرید کے آداب وحقوق اور ان تمام مسائل کا ذکر ہے۔

فتوح الغیب میں ترک وتجدید، فنا وبقا، محبّ ومحبوب اور امراض قلب ونفس کے علاج کا بیان ہے یہ بھی سالکین کے لئے ایک نعمت عظمی ہے۔آپؒ کے وعظوں کا بھی ایک مجموعہ ہے جسے مجالس فیض اور الفتح الربانی کہا جاتا ہے۔

آپؒ کا قصیدہ غوثیہ آپؒ کی روحانی قدرو منزلت اور آپکے منصب جلیل کا ترجمان ہے۔ایک اور فارسی دیوان بھی آپؒ کے نام سے منسوب ہے۔اسکے علاوہ ''جلاالخاطر فی الباطن والظاہر'' ''المواھب الرحمانیہ والفتوحات الرحمانیہ'' اور رد الرافضہ وغیرھا۔

کرامات:

ولی کی ہر کرامت اسکے نبی کے معجزہ کے تذکرے میں لکھی جاتی ہے اور ولی

، نبی کی شان کا آئینہ دار ہوتا ہے جس نے اللہ کی شان کو دیکھنا ہو وہ ذات مصطفیٰ ﷺ کو دیکھے اور جس نے آقائے نامدار ﷺ کی شان کا نظارہ کرنا ہو وہ حضور غوث الاعظم کو دیکھے۔

بقول پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔

دسے صورت را بے صورت دا
توبہ راز عین حقیقت دا
ایہہ کم نھیں بے سوجھت دا
کوئی وِرلیاں موتی لے تریاں

کسی ولی کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ ہر انسان کو اللہ کی بندگی سکھاتا ہے اور اللہ کا بندہ بنا دیتا ہے مگر سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات بہت ہیں۔ سب سے بڑی کرامت کہ آپؒ ولی گر ہیں آپؒ لوگوں کو اللہ کا دوست بنا دیتے ہیں بلکہ فقط بنا ہی نہیں دیتے بلکہ ان کو ولی گر بنا دیتے ہیں۔ چور کو اللہ کا ولی بنا دینا، ڈاکوؤں کو توبہ کرا کے اللہ کا بندہ بنانا آپؒ کی کرامات ہیں اسی طرح۔۔

ایک شخص آپکی مجلس وعظ کے قریب سے گزرا اسکے دل میں خیال آیا کہ اس عجمی کا کلام سنتے ہیں جب مجلس میں گیا تو آپؒ نے اپنا موضوع چھوڑ کر فرمایا۔

یا اعمی العین والقلب ما تضع بکلام ھذا العجمی

اے آنکھ اور دل کے اندھے اس عجمی کا کلام سن کر کیا کرے گا یہ سن کر وہ ضبط نہ کر سکا اور تائب ہو کر آپؒ سے خرقہ طلب کیا۔ آپؒ نے عطا فرما دیا اور فرمایا اللہ اگر تیری عاقبت کی مجھے اطلاع نہ دیتا تو تو گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا۔ (قلائد الجواہر)

امام ابوالحسن علی بن ملاعب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ غوث پاکؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپؒ سے راستہ میں ہی ملاقات ہوگئی لوگ اپنے مسائل و مشکلات عرض کرنے لگے اور ان لوگوں میں ایک نوجوان تھا جو بری عادات رکھتا تھا اکثر ناپاک رہتا بول براز کے بعد استنجا تک نہ کرتا تھا تمام لوگ آپؒ سے مصافحہ کرتے آپؒ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔ جب وہ لڑکا مصافحہ کیلئے آگے بڑھا تو آپؒ نے اپنا ہاتھ اپنی آستین میں کر لیا اور اس کو ایک نظر دیکھا تو وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا جب ہوش آیا تو اسکی دنیا ہی بدل گئی اسی وقت اس کے چہرے پر داڑھی ظاہر ہوگئی اور اس نے آپکے ہاتھ پر توبہ کی اور نیک و صالح ہو گیا۔ (قلائد الجواہر)

وصال:

آپؒ نے اپنی عمر بے بہا کا ایک بہت بڑا حصہ بغداد میں گزارا وہیں پر شنبہ کی رات کو بتاریخ ہشتم ربیع الثانی ۵۶۱ ھ میں آپؒ نے وفات پائی اور دوسری شام کو اپنے مدرسہ میں جو بغداد کے محلہ باب الازج میں واقع تھا مدفون ہوئے۔ ابن جوزی کے نواسے علامہ شمس الدین ابوالمظفر یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپؒ نے 561 ہجری میں وفات پائی اور ہجوم خلائق کی وجہ سے آپؒ شب کو مدفون ہوئے کیونکہ بغداد میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو آپکے جنازے میں شریک نہ ہوا ہو۔ بغداد کے محلہ حلبہ کی تمام سڑکیں اور اسکے مضافات لوگوں سے بھر گئے تھے۔ اسی لئے آپؒ کو دن میں دفن نہیں کر سکے۔ ابن اثیر اور ابن کثیر نے بھی اپنی اپنی تاریخ میں یہی بیان کیا ہے۔ ابن نجار نے شنبہ کی رات کو بتاریخ دہم ربیع الثانی 561 ھ میں آپؒ کی وفات کا لکھا ہے۔

حافظ زین الدین بن رجب نے اپنے طبقات میں بیان کیا ہے کہ نصیر النمیری نے جس شب کو آپؒ دفن ہوئے اس کی صبح کو آپؒ کے مرثیہ میں ایک قصیدہ کہا جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

مشکل الامر ذا الصباح الجدید
یس لہ الامر من ذالک السنا المعھود

ترجمہ: یہ صبح کا جدید واقعہ نہایت مشکل ہے۔ جس سے صبح کی مقررہ روشنی مطلق نہیں رہی)۔

خلاصہ تحریر:

خلاصہ تحریر یہ کہ اللہ تعالی ہمیں توفیق دے کہ ان بزرگوں کی تعلیمات پر بھی

یقین رکھیں اور عمل کریں جن سے ہم محبت وعقیدت کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ حضرت پیرانِ پیرؒ تو وہ جگت شیخ ہیں کہ ان کی تعلیمات اور دینی خدمات کے حوالے سے اُن لوگوں نے بھی ان کی عظمتوں کو تسلیم کیا جو اولیاء اللہ کے تصرفات اور کرامات وغیرہ کو محض ڈھونگ سمجھتے اور کہتے ہیں' اگر آج ہم ان کے بندہ بے دام کہلا کر اور توحید باری جیسے اہم ترین عقائد میں ان کی تحریرات وخطبات کو پڑھ سن کر بھی ان کا اتباع نہ کریں تو ہمیں ان کے عقیدت مند کہلانے یا کہنے میں کم از کم کچھ شرم محسوس کرنا چاہیے یا پھر کھل کر یہ کہہ دینا چاہیے کہ نعوذ باللہ حضرت پیران پیرؒ کے جو عقائد، ان کے خطبات ، یا تحریرات میں ملتے ہیں وہ اہل سنت کے عقائد سے خارج ہیں یا وہ کسی اور مسلک کے نمائندے تھے۔ مگر ایسا کہنے کی کوئی جرأت نہیں کرسکتا اور اس جرأت نہ کرسکنے میں بھی کئی منافع اور مصلحتیں مضمر ہیں ورنہ جو ذہن رسولوں کی تبلیغ وتعلیمات کی تکذیب کرسکتے ہیں ان کے نزدیک اولیاء وصالحین کے فرمودات کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ بہر حال چونکہ (چوں کہ) ہم بحمد اللہ اولیائے امت کی عظمتوں اور ان کی خدمات کو بہ جان ودل تسلیم کرنے اور ان سے عقیدت رکھنے والے ہیں۔ اسلیئے عقیدتمندی کے ساتھ ساتھ ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم ان کی پیش کردہ تعلیمات وعقائد عوام الناس کو سمجھائیں تاکہ ان کے ذہن میں شرک کا شائبہ تک نہ رہے۔

حقیقت یہ ہے ہم نے عقیدت کو صرف رسم ورواج میں محدود کردیا ہے اور غوث پاکؒ اور دیگر اولیاء کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ میرے مرشد کریم اطال اللہ حیاتہ، اکثر فرماتے ہیں۔۔ کہ ہم دین اسلام کو اپنی مرضی کے مطابق اپنی پسند کے مطابق تولتے ہیں اور عمل کرتے ہیں، جو اپنی طبعیت کے مطابق یا پسند نہ ہو وہ سنت ہی نہیں لگتی وہ حکم اللہ کا حکم ہی نہیں لگتا۔ جبکہ اللہ کا فرمان ہے کہ۔

"یاایھاالذین امنوا ادخلو فی السلم کافہ"

ترجمہ: اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردہ عقائد کو سامنے رکھنے کے بعد ہر سلسلہ کے مشائخ ہر مدرسہ کے مفتی، خطیب، مدرس، مدعیان علم، ملک کے لیڈروں اور ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے انسانوں کو اپنے اپنے گریبان میں جھانک کر ایک مرتبہ دیکھنا چاہئیے کہ حضرت پیران پیرؒ کی نظروں میں ہم مسلمان کہلانے کے بھی مستحق ہیں یا نہیں۔ حلال حرام میں تمیز نہ کرنا ہماری بے نیازی سہی، کتمان حق ہمارا مشرب سہی، فتویٰ فروشی ہمارا مسلک سہی، مزارات ومشاہد کے ساتھ خلاف قرآن وسنت عقیدتیں اور غیر شرعی عقائد وابستہ کرنا اور پھر اپنی دکانیں چمکانے کے لئے عوام الناس میں ان کی تبلیغ کرنا کرانا ہمارا فرض سجادگی سہی۔ پیری مریدی ہمارا ذریعہ آمدن سہی، درس وتدریس ہماری معاشی ضرورت سہی، دوران خطاب خود ساختہ عقیدتوں کے محلات تعمیر کرنا مصلحت وقت سہی، دولت مند اور بااثر مشائخ کرام اور علمائے عظام کی ہاں میں ہاں ملانا خوشامد کرنا اور ان کے آگے پیچھے ہوتے رہنا اور ان کو اپنی دنیوی ضروریات وحاجات میں نفع وضرر کا بے تاج بادشاہ، مالک ومختار اور ان کو داتا سمجھے رکھنا غربت کے ہاتھوں ہماری ایک مجبوری سہی، مگر ایسے مفاد پرست اور ذلت پسند مجبور چاہے وہ کسی بھی طبقے، علاقے، زبان اور نسل ورنگ سے تعلق رکھتے ہوں۔

حضرت پیران پیرؒ کی مذکورہ بالا تعلیمات وعقائد کی کسوٹی کے مطابق تیسرے درجے کے ایسے نام نہاد مسلمان ہیں جن کی طرف منسوب ہوتے وقت خود لفظ ایمان کی گردن مارے شرم کے جھک جاتی ہے۔

یا خیر الناصرین یا شافی الامراض یا رب الارض والسموات یا مجیب الدعوات۔

مجھ گنہگار اور سیاہ کار بندے کی خطاؤں اور معاصی پر اپنا قلم عفو پھیر، مجھے صراط مستقیم پر گامزن فرما۔ قرآن وسنت کا سچا متبع کر اور اپنے مقبول بندے شیخ عبد القادرؒ کے طفیل میرے اور میرے ماحول کے دل میں وہ عقائد راسخ فرما، اور میرا خاتمہ علی الایمان فرما۔ آمین

حکم شریعت

مسواک کی سنتیں آداب واہمیت

تحریر: مولانا محمد فاروق محمدی سیفی

مسواک کے لغوی معنی:

مسواک، سواک سے بنا ہے جس کے معنی ملنے اور منہ کو ملنے کے ہیں اور سواک میں زیر سے معنی دانتوں کی لکڑی یعنی دانتوں پر مارنے والی لکڑی، اسی سے مسواک بنا ہے۔

مسواک کی فضیلت :

قال النبی ﷺ رکعتان بسواک خیر من سبعین رکعتہ بغیر سواک. (رواہ الدار قطنی) لباب الحدیث از جلال الدین سیوطی (۴۱)

ترجمہ:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسواک کے ساتھ دو رکعت پڑھنا بغیر مسواک کے ستر رکعتوں سے افضل ہے۔

قال النبی ﷺ تسو کوا خان السواک مطھرۃ للغم و مرضاۃ للرب. (رواہ احمد و ابن ماجۃ) لباب الحدیث)

ترجمہ:

حضور ﷺ نے فرمایا مسواک کیا کرو اس لئے کہ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہے۔

مسواک سے نماز ستر درجہ بڑھ جاتی ہے۔

قال النبی ﷺ صلوۃ بسواک خیر من سبعین صلاۃ بغیر سواک. (رواہ البھیقی)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا مسواک والی نماز بغیر مسواک کے ستر نمازوں سے بہتر ہے۔

☆ حضرت علامہ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلویؒ مدارج النبوت جلد اول میں فرماتے ہیں

مسواک کی فضیلت و استحباب میں بکثرت احادیث مروی ہیں۔ فرمایا اگر امت پر دشوار ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان پر ہر نماز کیلئے مسواک کو واجب قرار دیتا۔ اور فرمایا مسواک کرنا منہ کی پاکیزگی کا ذریعہ اور موجب رضائے حق سبحانہ وتعالیٰ وتقدس ہے۔

☆ طبرانی اور بیہقی، میں نقل ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرام ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جو مجھ پر تو فرض ہیں لیکن امت کیلئے سنت ہیں۔

مقام افسوس:

بہت بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج امت مسلمہ کے عوام تو عوام خواص میں سے بھی کثیر مسواک کی سنت کو بھول گئے ہیں۔

حالانکہ امام محمد عبدالوہاب شعرانیؒ لواقح الانوار اقدسیہ میں نقل فرماتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی خواہش یہ ہے کہ ہم ہر وضو اور ہر نماز کے موقع پر مسواک کر لیا کریں اور اگر اکثر وہ گر جاتی ہو وہ تو ہم کسی دھاگے سے اپنی گردن (یا جیب) میں باندھ لیا کریں اور اگر سر پر عمامہ رکھا ہو تو ہم بائیں کان کی طرف ہم اسے عمامے میں لٹکا لیا کریں۔ رسول ﷺ کی اس ہدایت کو عام تاجر، حکمران اور ان کے قریبی لوگ بھلائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کے منہ کی بو گند ہوا کرتی ہے جس میں اللہ عزوجل، فرشتوں اور نیک لوگوں کی تعظیم نہیں رہتی۔

مزید امام شعرانیؒ فرماتے ہیں۔

میں نے آج تک کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو حضرت محمد بن عنان، شہاب الدین اور شیخ یوسف حریشی کی طرح ہمیشہ اور ذوق وشوق سے مسواک کرتا ہو۔ یہ سب کچھ ایمان کی طاقت اور اللہ عزوجل و رسول ﷺ کے حکموں کی تعظیم کی وجہ سے ممکن ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے اس بارے میں صرف ایک مرتبہ حکم نہیں فرمایا بلکہ زور دیا ہے۔

لہذا اے بھائی! لازمی طور پر سنت محمدی پر عمل کیا کرو تاکہ آخرت میں اس کا ثواب حاصل کر سکو۔ (اور اسکو محض سنت سمجھ کر ترک نہ کردو کہ اس میں سنت کی حقارت ہے) کیونکہ امام شعرانیؒ فرماتے ہیں

جس نے یوں کہا کہ یہ تو سنت ہے جسے ہم چھوڑ سکتے ہیں تو قیامت کے دن اسے بھی کہا جائے گا کہ یہ تو ایک مقام ومرتبہ ہے، جس سے تمہیں محروم کیا جا سکتا ہے۔

ایک دینار کی قیمت پر مسواک خرید لی:

یاد رکھو اگر آپ کے پاس مسواک نہیں ہے اور کہیں سے باریک سی بھی مسواک مل رہی ہے تو اسکو خرید لیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمت بنایا ہے اطاعت وفرمابرداری کرنے والوں کیلئے۔

امام شعرانیؒ فرماتے ہیں:

ہمیں حضرت شبلیؒ کے بارے میں پتہ چلا کہ وضو کے موقع پر انہیں مسواک کی ضرورت ہوئی لیکن نہ مل سکی چنانچہ ایک دینار کی خرید لی لیکن وضو میں (مسواک کرنا) چھوڑی نہیں۔ پھر ایک شخص نے مسواک کیلئے مال خرچ کرنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ دنیا کا سارا مال اللہ عزوجل کے ہاں مچھر کے پر جتنی حیثیت نہیں رکھتا، اس وقت میں کیا جواب دوں گا جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم نے میرے نبی کی سنت کیوں چھوڑی تھی اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں مچھر کے پر جتنا مال بھی دیا تھا تو تم نے اسے کیوں خرچ نہیں کیا؟ آپ نے اسے لاجواب کر دیا اور وہ شخص چلتا بنا۔

مزید امام شعرانیؒ فرماتے ہیں:

اے بھائی! میرے خیال میں اگر مسواک والا تم سے مسواک کے بدلے نصف دینار مانگے اور تم مسواک چھوڑ کر نصف دینار بچا لو اور پھر بھی تمہارا خیال ہو کہ تم اللہ عزوجل کے دوستوں اور رسول اللہ ﷺ کے قریبی لوگوں میں شامل ہو تو بخدا یہ صرف دعویٰ ہی ہوگا جس پر دلیل نہیں ہوگی۔ (لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العھود المحمدیہ۔ ص ۷۷)

☆ امام بخاریؒ نے لکھا ہے حضور ﷺ نے فرمایا: اگر میری امت پر بوجھ محسوس نہ ہو تو میں انہیں ہر نماز کے موقع پر مسواک کرنے کا حکم دے دوں۔

☆ نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے یہ الفاظ دیئے ہیں: میں ہر نماز کے موقع پر انہیں وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دے دوں۔

☆ امام احمد اور طبرانی نے یہ الفاظ لکھے ہیں: وہ جب بھی وضو کریں، میں ہر نماز کے ساتھ انہیں مسواک کرنے کا حکم دوں۔

☆ ابو یعلیٰ کی روایت میں یہاں یہ الفاظ ہیں: میں ہر نماز کے وقت تم پر مسواک کرنا یوں فرض کر دوں جیسے وضو کر رکھا ہے۔

☆ ابو یعلیٰ نے حضرت عائشہؓ کی یہ روایت لکھی ہے کہ ''نبی کریم ﷺ اس حد تک مسواک کا ذکر فرماتے چلے گئے کہ مجھے اس بارے میں قرآنی آیت نازل ہونے کا اندیشہ ہوا۔''

☆ امام ترمذی یہ روایت لکھتے ہیں کہ چار چیزیں رسولوں کا طریقہ رہی ہیں:

۱۔ (بالوں میں) مہندی لگانا۔ ۲۔ خوشبو لگانا۔

۳۔ مسواک کرنا۔ ۴۔ نکاح کرنا۔

☆ امام مسلم حضرت عائشہؓ کی روایت لکھتے ہیں کہ رسول ﷺ جب بھی گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے مسواک کیا کرتے۔

☆ امام طبرانی بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بھی نماز کیلئے تشریف لے جاتے تو مسواک کئے بغیر نہ جاتے۔

☆ مسواک کی اہمیت کیلئے اس سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ جو روایت امام طبرانی نے نقل کی ہے کہ:

حضرت جبرائیل علیہ السلام بار بار مجھے مسواک کے بارے میں کہتے رہے جس پر مجھے اپنے دانتوں کی فکر لگ گئی۔

مسواک کرنے کا ایک راز:

☆ حضرت بزار مسند بزار میں نقل کرتے ہیں اور امام شعرانی انوار قدسیہ کے اندر نقل فرماتے ہیں

بندہ جب مسواک کر کے نماز کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے تو فرشتہ اسکے پیچھے کھڑا ہو کر اس کی تلاوت سنتا ہے، پھر قریب ہوتا ہے اور اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے تو نمازی کے منہ سے نکلنے والی تلاوت فرشتے کے پیٹ میں چلی جاتی ہے لہذا تم قرآن کیلئے اپنے منہ پاک صاف کیا کرو۔

مسواک کی فضیلت اہمیت پر بہت سی احادیث ملتی ہیں۔(واللہ اعلم ورسولہ اعلم عزوجل ﷺ)

ا۔ داہنے ہاتھ میں مسواک کا پکڑنا اس طرح کہ چھنگلی انگلی اور زرانگشت یعنی انگوٹھا نیچے رہے (اور انگوٹھا مسواک کے نرم ریشے کے قریب رکھیں) اور تین انگلیاں اوپر رہیں۔(رکن الدین۔ص ۲۲)

شیخ محقق ؒ فرماتے ہیں۔

مخفی نہ رہنا چاہئے کہ مسواک کرنے میں مشہور و معروف داہنے ہاتھ سے کرنا ہے۔اور یاد رہے یہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ بایاں ہاتھ ناپا کی دور کرنے کیلئے متعین ہے (جی ہاں بایاں ہاتھ ہی ناپا کی کو دور کرنے کیلئے متعین ہے لیکن) یہ اس صورت میں ہوگا جب آپ مسواک نہ کریں اور نہ ہی کپڑے سے دانت صاف کریں بلکہ محض انگلی دانتوں پر ماریں تو اس صورت میں بایاں ہاتھ کی انگلی استعمال کریں جیسا کہ ناک وغیرہ صاف کرنے میں کرتے ہیں۔(مدارج النبوت جلد اول ۴۹۵)

۲۔ تلخ لکڑی کی ہو یا زیتون کی یا پیلو کی۔

۳۔ سیدھی ہونا مستحب ہے۔

۴۔ مسواک بے گرہ ہو۔

۵۔ ایک بالشت کی مقدار ہو کہ اس سے زیادہ ہو تو شیطان سوار ہوتا ہے۔

۶۔ موٹائی میں ایک چھنگلی کے برابر ہو۔

دانتوں میں مسواک عرضا کرے طولا (لمبائی) میں نہ کرے۔

ادنا درجہ مسواک کا تین مرتبہ پھیرنا ہے اوپر کے دانتوں میں اور اسطرح نیچے کے دانتوں میں پانی کے ساتھ اس طرح کہ جب بھی مسواک منہ سے نکالیں تو اسکو دھولیں اور کلی کر لیں۔اور یہ کلی وضو کی کلی شمار نہیں ہو گی (اسکے لئے دوبارہ کلی کرنا ہوگی) عالمگیری۔

مسواک کے مکروہات:

ا۔ لیٹ کر مسواک کرنا (کیوں کہ اس طرح تلی زیادہ ہو جانے کا احتمال ہے)

۲۔ مٹھی سے پکڑنا کیونکہ اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ چوسنا کہ اس طرح اندھا ہونے کا خطرہ ہے۔

۴۔ مسواک سے فراغت کے بعد اسکو نہ دھونا کہ پھر شیطان کرتا ہے۔

۵۔ مسواک کو کھڑا نہ رکھنا کہ اس سے جنون ہوتا ہے۔انار یا ریحان یا بانس کی لکڑی سے مسواک کرنا (کیونکہ اس سے مسوڑوں کے کٹ جانے زخمی ہو جانے کا قوی امکان ہے) درمختار۔

اہم بات:

یاد رکھیں مسواک سنت ہے اس پر عمل کرتے کرتے کہیں حرام کام کے مرتکب نہ ہو بیٹھیں، اسطرح کہ آج عام بیماری ہے کہ جب مسواک کرتے ہیں تو پانی کی نل چلتی رہتی ہے جو کہ اسرف ہے اور اسراف حرام ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم ﷺ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں صحیح طرح وضو کرنے اور اسکے اداب کا لحاظ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔